﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد23 | جمعۃ المبارک03جون 2016ء | 27/شعبان 1437 ہجری قمری ❁ 03/احسان 1395 ہجری شمسی | شمارہ23

خداتعالیٰ کا شکرادا کرنے کی تاکید

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:
معاذ! خدا تعالیٰ کی قسم! مجھے تم سے محبت ہے۔مَیں تجھے تاکید کرتا ہوں کہ کسی نماز کے بعد یہ دعا چھوٹنے نہ پائے۔اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔اے میرے اللہ! میری مدد فرما کہ تیرا ذکر کروں، تیرا شکر ادا کروں اور عمدگی سے تیری عبادت بجالاؤں۔

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ۔باب فی الاستغفار)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

یقیناً اللہ نے مجھے اس صدی کے سر پر مبعوث فرمایا کیونکہ اس نے اسلام کو کمزوری کے گڑھے میں پڑے ہوئے دیکھا اور جب میں اپنے ربّ کی طرف سے ان کے پاس آیا تھا تو انہوں نے اعراض کیا اور کہا کہ یہ تو جھوٹا یا مجنون ہے۔اُس شخص سے زیادہ ظالم اور کون ہوسکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیات کو جھٹلائے۔حق تو یہ ہے کہ ظالم کبھی فلاح نہ پائیں گے۔

’’یقیناً اللہ نے مجھے اس صدی کے سر پر مبعوث فرمایا کیونکہ اس نے اسلام کو کمزوری کے گڑھے میں پڑے ہوئے دیکھا اور اسے ایک نکمّی سیاہ زمین یا گلے سڑے سبزہ یا بدبودار گوشت کی طرح پایا جو قریب تھا کہ ایسے درخت کی طرح ہو کہ جو بالکل گل سڑ کر نہایت متعفّن ہو چکا ہو۔اور اس نے نصاریٰ کو دیکھا کہ وہ اہل حق کو گمراہ کر رہے ہیں اور عیسائی بنا رہے ہیں اور ہمارے نبی (ﷺ) کو ظلم اور جھوٹ کی راہ سے گالیاں دیتے ہیں اور باز نہیں آتے۔اور اس نے علماء کو دیکھا کہ ان میں لاجواب کرنے کی طاقت باقی نہیں رہی اور نہ فصاحت کلام۔اور ان کی بات کسی دل میں نہیں اترتی کیونکہ وہ اللہ کی روح سے نہیں بولتے اور نہ ہی وہ فصیح الکلام ہیں بلکہ ان میں تشنّج پایا جاتا ہے اور وہ غیر واضح کلام کرتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے ربّ کی نافرمانی اس قول سے کرتے ہیں جس کی فعل سے ہم آہنگی نہیں ہوتی نیز اس لئے کہ وہ دکھاوا کرتے ہیں۔اور جب میں اپنے ربّ کی طرف سے ان کے پاس آیا تھا تو انہوں نے اعراض کیا اور کہا کہ یہ تو جھوٹا یا مجنون ہے۔اور جب میں ان کی طرف آیا تو ان کی حالت یہ تھی کہ وہ نیکیوں کو بھول چکے تھے اور نیکیوں سے دور تھے، خوشبودار درخت کو پس پشت ڈال رہے تھے اور گلے سڑے متعفن درخت پر خوش۔اور ان کے لئے میں نے چند رسائل جن میں واضح نشانات ہیں اس غرض سے لکھے کہ وہ غور وفکر کریں مگر ان کا جواب ہنسی اور تمسخر کے سوا کچھ نہ تھا اور انہوں نے جانتے بوجھتے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور کہا کہ یہ سب کچھ محض افتراء ہے اور اس میں دوسرے لوگوں نے اس کی مدد کی ہے۔بعض کہتے ہیں کہ یہ دہریہ ہے، اللہ پر ایمان نہیں رکھتا اس لئے اے دیکھنے والے! جو ہم نے لکھا اور شائع کیا ہے اسے پڑھ اور پھر غور کر کہ یہ لوگ کیسی فضول باتیں کہہ رہے ہیں۔اور یقیناً کان، آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پُرسش ہوگی۔پس ہلاکت ہو ان کے لئے جس دن وہ اللہ سے ملیں گے اور پوچھے جائیں گے۔

اُس شخص سے زیادہ ظالم اور کون ہوسکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیات کو جھٹلائے۔حق تو یہ ہے کہ ظالم کبھی فلاح نہ پائیں گے۔اور انہوں نے کہا تو اللہ کی طرف سے کوئی زبردست دلیل لے کر نہیں آیا، بات یہ ہے کہ ان کی آنکھیں تو ہیں لیکن وہ ان سے دیکھتے نہیں اور دل تو ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں اور کان ہیں لیکن ان سے سنتے نہیں۔ان کی حالت مویشیوں کی سی ہے۔وہ بے لگام سرگرداں ہیں اور چرتے پھرتے ہیں۔حق ظاہر ہو چکا ہے اور وہ حق سے اعراض کر رہے ہیں۔وہ اخفاء حق کی غرض سے رسائل لکھ رہے ہیں۔ہم نے ان کے ہاتھوں کو باندھ دیا پس وہ لکھ نہیں سکتے۔میں نے انہیں ہمیشہ قسم دی اور کہا اگر تم سچے ہو تو مقابلے کے لئے نکلو۔اس پر وہ اپنی جگہ پر چمٹ کر رہ گئے اور نہ نکلے گویا زمین نے انہیں اپنے اندر چھپالیا ہے اور وہ معدوم ہوگئے ہیں۔پھر میں نے ان کی خاطر مبارک راتوں میں اس خیال سے قیام کیا اور راتوں کی گھڑیوں میں ان کے لئے دعائیں کیں تاکہ ان پر رحم کیا جائے اور اللہ کسی پر رجوع برحمت نہیں ہوتا مگر توبہ کرنے والے لوگوں پر۔اور ان میں سے کچھ لوگ حد سے بڑھ گئے اور کچھ ایسے تھے جو اُن حد سے بڑھنے والوں کے قریب تھے اور ان کا مسلک درست نہ تھا اور نہ ہی وہ اس پر چلنے کے خواہاں تھے۔اور جو شخص ایک بالشت بھر اللہ کے قریب آتا ہے تو اللہ ہاتھ بھر اس کے قریب آتا ہے لیکن ظالم توجہ نہیں کرتے۔انہوں نے اللہ سے تعلقات قطع کر لئے ہیں اور دنیا کی طرف جھک گئے ہیں اور انہیں غفلت کی شدید سردی لگی ہے پس وہ سکڑ گئے اور اس وجہ سے ہر آن گرائے جارہے ہیں۔انہوں نے نیکی اور بدی کو گڈ مڈ کر دیا اور ایمان کی بیل کو کاٹ کر رکھ دیا اور وہ بالکل لاپرواہ ہو چکے ہیں۔اور جب ان سے یہ کہا جائے کہ اللہ تمہارے خلاف غضبناک ہوگیا اور اس نے طاعون بھیجی ہے تو وہ کہتے ہیں یہ تو بیماری ہے جو آنے جانے والی ہے اور ہمیں موت نہیں آئے گی۔غور کر کہ انہیں کس طرح جگایا جارہا ہے پھر دیکھو کہ وہ کس طرح آنکھیں موند رہے ہیں۔وہ موت کو دیکھتے ہیں پر نصیحت حاصل نہیں کرتے۔تُو انہیں دیکھتا ہے کہ وہ دنیا کی دلفریبیوں کے دلدادہ ہیں اور سیر نہیں ہوتے۔

اور جب اللہ کا نازل کردہ کلام ان کے سامنے پڑھا جائے تو وہ بھاگتے ہوئے اور گالیاں دیتے ہوئے اعراض کرتے ہیں اور تُو انہیں ان کی رات میں مردہ اور ان کے دن میں ایسے کیڑے کی طرح پائے گا جو ہر وقت کام میں مصروف رہتا ہے۔وہ اپنی دنیا کے لئے سرگرداں رہتے ہیں اور آخرت سے غافل رہتے ہیں۔زمانے کے حوادث ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے پھر بھی وہ بیدار نہیں ہوتے۔اور جب ان کے سامنے سچائی کی باتیں پیش کی جائیں تو وہ اسے آگ بگولا ہو کر سنتے ہیں اور جو سنتے ہیں اسے ناپسند کرتے ہیں اور جو اُن پر پڑھا جائے اسے حقیر جانتے ہیں۔وہ جانتے ہیں کہ وہ مرنے والے ہیں پھر بھی جان بوجھ کر غفلت کرتے ہیں۔وہ ایک کور چشم کی طرح روتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں۔شیطان نے ان کے سامنے ان کی نفسانی خواہشات کو مزیّن کر کے پیش کیا ہے اور وہ ان خواہشات کی طرف کھنچے جاتے ہیں۔پس اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے اور ان کے متاع کو کھوٹا اور نکمّا کر دیا۔وہ لعنت کئے گئے اور وہ نہیں جانتے۔وہ گھڑے کے گدلے اور بدبودار تھوڑے پانی کو اختیار کرتے ہیں اور گہرے صاف شفاف پانی کو ترک کرتے ہیں۔یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ بُزدل اور سُست ہیں اور گھٹیا چیز پر قناعت کرتے ہیں۔وہ بے داغ رنگ کو چھوڑتے اور دھبوں کو اختیار کرتے ہیں اور وہ دھوپ اور چھاؤں کے بَین بَین بیٹھے ہیں (یعنی واضح موقف اختیار نہیں کرتے) اور ابلیسی مجالس کو نہیں چھوڑتے اور باز نہیں آتے۔ان کی دلی مراد یہ ہوتی ہے کہ ان پر دنیا کے دروازے کھول دیئے جائیں اور انہیں اس دنیا کے تمام ثمرات سے پھل دیا جائے حالانکہ وہ خوب کھلائے پلائے جاتے ہیں‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین مع علامات المقرّبین۔(مع اردو ترجمہ) صفحہ 98-102)

تربیتِ اولاد اور انصاراللہ کی ذمہ داریاں

(قرآن وحدیث اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں)

قسط 6

بچے میں دیگر مختلف خوبیاں پیدا کرنے کے لئے کوششیں

بچے کو ضد سے بچانے کے لئے اسے مناسب توجہ دینی بہت ضروری ہے۔ بہتر ہے کہ ضد کی نوبت ہی نہ آنے دیں۔ بچے کے دل میں آئے دن نت نئی خواہشات جنم لیتی ہیں۔ اگر جائز یا بے ضرر خواہش ہو تو جلدی پوری کردینی چاہیئے۔ دوسری صورت میں بچے کی تشفی کسی اور صورت میں کردینی چاہیئے کیونکہ اس کی ضد پوری کرنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ یہ بات اسی انداز میں منوانے کا عادی ہو جائے گا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ وقت صبر کا اہم جز ہے۔ یہ وقت جتنا طویل ہوگا اتنا ہی صبر کا مادہ پیدا ہوگا۔ مثلاً پھل خریدا گیا ہے۔ بچہ فوراً مانگے تو اُسے سمجھائیں کہ یہ دھوئے جائیں گے، پھر کھانے کے بعد کھائے جائیں گے۔

اسی طرح والدین کو چاہیئے کہ بچے کے مطالبات کبھی جلد پورے کردیں کبھی دیر سے اور بعض مطالبات نہ بھی پورے کریں مثلاً چاند یا تارے کا مطالبہ جو کبھی پورا ہو ہی نہیں سکتا۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ مانگی گئی چیز کی کچھ مقدار بچہ کو دے دی جائے اور باقی کے لئے اُسے سمجھا دیا جائے کہ اب وہ کل ملے گی یا شام کو ملے گی۔ اس انتظار میں بچہ صبر کرنا سیکھ جائے گا اور اُس کے اندر ''نہ'' برداشت کرنے کی عادت بھی پیدا ہو جائے گی۔ کبھی اسے کہا جاسکتا ہے کہ دوسرے بہن بھائی سکول سے واپس آئیں گے تو اس وقت چیز ملے گی۔ اس طریق سے اسے صبر کرنے کے ساتھ دوسروں کے ساتھ share (حصہ بانٹنے) کرنے کی عادت بھی پڑے گی۔

والدین کو چاہیئے کہ بچے کو جو دینا ہے وہ دے کر سمجھا دیں کہ بس تمہارا حصہ اتنا ہی ہے، اس سے زیادہ نہیں ملے گا۔ جب وہ اپنے حصہ پر اکتفا کرنا سیکھ لے گا تو اُس میں آہستہ آہستہ قناعت کرنے کی عادت بھی پیدا ہو جائے گی۔

بچے میں اطاعت کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اُس سے حکمتِ عملی سے اپنی بات منوائی جائے۔ چنانچہ اُس کی عمر اور صلاحیت کے مطابق اُس سے چھوٹے چھوٹے کام کروانے چاہئیں خواہ وہ بِلا ضرورت ہی کیوں نہ ہوں مثلاً یہ چیز وہاں رکھ دو، وہ چیز لے آؤ، اس چیز کو نہ چھیڑو۔ اس قسم کی پریکٹس سے بچے کو کہنا ماننے کی عادت ہوگی، گویا اطاعت کا وصف پیدا ہوگا۔

اگر والد یا گھر کا کوئی دوسرا فرد بچے کو اُس کی کسی غلطی پہ سرزنش کرے تو مناسب تادیب کی تائید کرنی چاہیئے۔ بعض گھروں میں والدہ، نانی یا دادی وغیرہ بچوں کی بے جا طرفداری کا غلط روّیہ اپنا کر انجانے میں بچوں کو بگاڑنے کا کردار ادا کرتی ہیں، اُنہیں بھی سمجھانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور بچوں کی بھی اصلاح کرنی چاہیئے۔

گناہ سے نفرت اور نیکی سے محبت پیدا کریں

بچوں کے دل میں گناہ سے نفرت اور نیکی سے محبت پیدا کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ اسی طرح بچوں کے دل میں ظاہری صفائی سے محبت اور گندگی سے نفرت پیدا کریں۔ بچوں کو صاف ستھرا لباس پہنایا کریں اور بچوں کو گندگی سے نفرت کرنا سکھائیں۔

یسرنا القرآن اور قرآن کریم پڑھانا اور نماز کی عادت ڈالنا

قاعدہ یسرنا القرآن اور اس کے بعد قرآن کریم ناظرہ بچوں کو اگر ہو سکے تو سکول جانے کی عمر سے پہلے ایک مرتبہ ختم کروانے کی کوشش ضرور کی جائے۔ قرآن کریم پہلی مرتبہ ختم کرنے پر بچے کی حوصلہ افزائی کے لئے اُس کی آمین کی تقریب منعقد کرنا بھی بہت بابرکت بات ہے۔ لیکن اس تقریب میں بھی سادگی ہونی چاہیئے اور دعا کو اِس میں سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہیئے۔ بچوں کی بھی یہ بات اچھی طرح سمجھانی چاہیئے اور تحفے تحائف میں اُنہیں ملوث کرنے کی بجائے دعاؤں کی طرف اُن کی توجہ مبذول کروانی ضروری ہے۔

پھر بچوں کو چھوٹی چھوٹی سورتیں حفظ کروانے اور منتخب آیات اور نماز کے الفاظ یاد کروانے کی بھرپور کوشش کی جائے۔

ہشام بن سعد سے روایت ہے کہ ہم معاذ بن عبداللہ بن خبیب جھنی کے گھر گئے انہوں نے اپنی بیوی سے دریافت کیا کہ بچہ کب نماز پڑھنی شروع کرے۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارے ایک آدمی نے بتایا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ امر دریافت کیا گیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ ''بچہ جب اپنے دائیں ہاتھ اور بائیں ہاتھ میں تمیز کرنا جان لے تو اُسے نماز کا حکم دو۔''

(ابو داؤد کتاب الصلوة باب متی یومر الغلام بالصلوة)

بچوں کے دل میں نماز کی محبت پیدا کرنا ضروری ہے۔ اگر بچے اپنے ماں باپ کو باقاعدہ سج دھج کر پیار کے ساتھ اور سلیقہ کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھیں گے تو پیشتر اس کے کہ وہ سکول جانے لگیں ان کے دل میں بھی نماز کی محبت قائم ہو جائے گی۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں: ''تربیت میں سب سے پہلی چیز نماز ہے اور دوسرا ان کو دین سے واقف کرنا ہے۔ اس لئے ہر شخص اس بات کو اپنے فرائض میں داخل کرلے کہ اولاد کو نماز کی تعلیم دینی ہے۔ بلکہ بچوں کو نماز میں ساتھ لائے۔'' (خطبات محمود جلد 13 صفحہ 644)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''آپ سب انصار کو توجہ دلائیں کہ اپنے گھروں میں اپنے بچوں کی نگرانی کریں کہ نمازیں پڑھ رہے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ مسجد میں اُن کو اپنے ساتھ لائیں تا کہ اُن کو مسجد آنے کی عادت پڑے۔''

(بحوالہ روزنامہ الفضل 20 اکتوبر 2013ء)

پس والدین کو چاہیئے کہ اپنے بچوں کو نماز میں ساتھ لائیں اور انہیں نماز اور مسجد کے آداب اچھی طرح سمجھائیں۔

یہی وجہ ہے کہ مجلس انصار اللہ نے اپنے ماہانہ رپورٹ فارم مجلس میں شعبہ تربیت کے ضمن میں اس امر کو خاص طور پر شامل کیا ہے کہ نماز میں بچوں کو ساتھ لانے والے انصار کی تعداد کتنی ہے۔ لیکن اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ حدیثِ مبارکہ کے مطابق بہت چھوٹے بچوں کو مساجد میں نہ لائیں بلکہ پہلے گھر میں اُنہیں اپنے ساتھ نماز میں کھڑا کر کے نماز کے آداب اور پھر مساجد کے آداب اچھی طرح سمجھائیں۔ جب وہ کچھ بڑے ہو جائیں اور ان امور کو سمجھنے لگیں تو پھر اُنہیں اپنے ساتھ مسجد میں لائیں اور چھوٹی عمر میں اُنہیں اپنے قریب ہی رکھیں تا کہ نہ صرف اُن کی کسی نامناسب حرکت کی آپ فوراً اصلاح کرسکیں بلکہ اگر اچانک کوئی ضرورت پیش آجائے تو اُسے پورا کرنے کی کوئی صورت بھی کرسکیں۔

پھر روزانہ بلند آواز سے تلاوتِ قرآن کریم کرنے کی عادت ڈالنے کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے ''بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی پڑھیں۔ ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہیئے۔''

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 688)

پس بچوں کو عادت ڈالیں کہ روزانہ صبح کے وقت تلاوت قرآن کریم کے بعد ناشتہ کریں۔

سیر وتفریح کے لئے بچوں کو باہر لے کر جانا

گاہے بگاہے بچوں کو اپنے ہمراہ سیر وتفریح کے لئے باہر مختلف مقامات پر ضرور لے جانا چاہیئے۔ اس سے نہ صرف اپنی اور بچوں کی تفریح ہو جاتی ہے اور ان کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ والدین کو کافی وقت بچوں کے زیادہ قریب ہونے کا بھی موقع میسر آجاتا ہے جسے وہ کئی پہلوؤں سے اُن کی بہتری کے لئے استعمال کرسکتے ہیں۔

اچھی اچھی کہانیاں سنانا

لغو، مخربِ اخلاق اور بے سروپا کہانیاں سنانے کی بجائے سبق آموز، مفید اور دیندار بنانے والے قصے اور کہانیاں بھی بچوں کو سنانی چاہئیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اچھی کہانی سنا دینی چاہیئے، اس سے بچوں کو عقل اور علم آتا ہے۔'' (سیرت حضرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانی صاحبؓ صفحہ 384)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اُردو کلاس میں بچوں کو مختلف کہانیاں سنایا کرتے تھے بلکہ بعض اوقات تو کہانی خود بنا کر بھی سناتے تھے۔ لیکن کہانی سناتے ہوئے بھی ہمیں ہرگز کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے جس سے کوئی بدخلق پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ اسی لئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں ''بچوں کو ڈراؤنی کہانیاں نہیں سنانی چاہئیں، اس سے ان میں بزدلی پیدا ہو جاتی ہے اور ایسے انسان بڑے ہو کر بہادری کے کام نہیں کرسکتے۔ اگر بچہ میں بزدلی پیدا ہو جائے تو اسے بہادری کی کہانیاں سنانی چاہئیں اور بہادر لڑکوں کیساتھ کھلانا چاہیئے۔''

(انوار العلوم جلد 9 صفحہ 204)

ٹی وی وغیرہ دیکھنے کے بارے میں رہنمائی

بچوں کی تربیت اس رنگ میں ہو کہ ان میں اچھے اور بُرے کی تمیز پیدا ہو اور صحیح اور غلط کا احساس پیدا ہو جائے۔ ٹی وی کے اچھے پروگرام دیکھے جائیں، برے مناظر آجائیں تو اُن سے کراہت کا اظہار کرتے ہوئے چینل بدل کر توجہ تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے۔ ٹی وی دیکھتے ہوئے مناسب لباس اور رویے کے بارے میں بچوں کو واضح طور پر سمجھایا جائے کیونکہ میڈیا اپنا ایک گہرا اثر رکھتا ہے۔ ڈراؤنے ڈرامے اور فلمیں وغیرہ بھی نہیں دیکھنی چاہئیں ان سے بھی بچوں میں بزدلی پیدا ہوتی ہے۔

اکثر چھوٹے بچوں کو کارٹون فلمز دیکھنے کا بہت شوق ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں بھی بچوں کی رہنمائی کرنی چاہیئے۔ بعض والدین بچے کا کوئی کام مکمل کر لینے کے بعد بطور انعام اس کے لئے بھی وقت مقرر کردیتے ہیں تا کہ بچہ ہر وقت یا بہت زیادہ وقت اسی طرف ہی متوجہ نہ رہے۔

یہ خدا تعالیٰ کا ہم پر عظیم الشان احسان ہے کہ اُس نے ہمیں ایم ٹی اے جیسی نعمت عطا کر رکھی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم خود بھی اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنے والے ہوں اور اپنے بچوں کو بھی چھوٹی عمر سے اِسے دیکھنے کی عادت ڈال دیں۔ گھر میں اگر اسے معمول بنا لیا جائے کہ ٹی وی آف کرنے سے پہلے ایم ٹی اے ضرور لگانا ہے اور پھر سوئچ آف کیا جائے تو جب بھی دوبارہ ٹی وی آن کیا جائے گا تو سب سے پہلے ایم ٹی اے ہی سامنے ہوگا اور آن کرنے والا یقیناً بلا ارادہ بھی اُس سے مستفید ہو سکے گا۔

7 سال کی عمر کے بعد بچوں کی تربیت کے لئے بعض اہم امور

ذیلی تنظیموں کے ساتھ وابستگی اور ذمہ داریوں کی ادائیگی

ذیلی تنظیموں اطفال الاحمدیہ اور خدام الاحمدیہ کے ساتھ بچوں کو وابستہ کرنا اُن کی تربیت میں نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ تنظیمیں تربیتِ اولاد کے سلسلہ میں محض للہ والدین کے ہاتھ بٹا رہی ہیں۔ بچوں کی تربیت کی غرض سے ان مجالس کی طرف سے جو پروگرام تجویز کئے جاتے ہیں وہ والدین کے پُرجوش اور پُرخلوص تعاون کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ بچوں کی اِن مجالس کے پروگراموں میں شرکت اور عہدیداران کی اطاعت کے ساتھ ساتھ اگر اُن کے سپرد کوئی ڈیوٹی لگائی جائے اُسے پوری ذمہ داری سے ادا کرنے کی اُنہیں تلقین کرتے رہنا چاہیئے۔ دینی اور اخلاقی تربیت کے علاوہ تنظیم سے اُن کا فعال تعلق بچوں کی شخصیت کی تعمیر کے لئے بھی نہایت مفید ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ کسی شخص کو نیک کاموں سے وابستہ کرنا اس پر ایک بہت بڑا احسان ہے۔ اس لحاظ سے جماعت کی تمام تنظیمیں اس بات کی ذمہ دار ہیں کہ زیادہ سے زیادہ ممبران کو نہ صرف نیک کاموں کی طرف بلائیں بلکہ ان پر ذمہ داریاں ڈالنے کی کوشش کریں کیونکہ ذمہ داری کا احساس بھی انفرادی تربیت میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 جنوری 1983ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ بحوالہ خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 42)

ہم بطور رکن مجلس انصاراللہ اپنے بچوں کو دیگر ذیلی تنظیموں میں کوئی ذمّہ داری خود تو نہیں دے سکتے لیکن اپنے بچوں کی اُن کی تنظیم سے وابستگی بڑھانے میں اُن کی مناسب حوصلہ افزائی کر کے نہایت عمدہ کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں بچوں کو سمجھانا کہ عہدہ ہو نہ ہو اپنی خدمات عہدیداروں کے سامنے خلوص کے ساتھ پیش کئے رکھو، نیز اُن کے وقارِ عمل اور یومِ والدین جیسے پروگراموں میں شرکت اور متعلقہ تنظیم کے عہدیدار، منتظم صاحب/مربی صاحب اطفال وغیرہ سے والدین کا گاہے بگاہے رابطہ بھی یقیناً مفید ہوگا۔

(باقی آئندہ)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر403

مکرم السید شلبی صاحب(1)

مکرم السید شلبی صاحب کا تعلق مصر سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1964ء میں ہوئی اور انہیں 2010ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ وہ احمدیت کی طرف اپنے سفر کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

خرافانہ عقائد اوران کا اثر

میرا تعلق ایک ایسے خاندان سے ہے جس پر متدیّن ہونے کی چھاپ ضرور تھی لیکن ہم مصر کے ایک ایسے معاشرہ میں بس رہے تھے جس میں مذہبی عقائد وافکار پر دیو مالائی کہانیوں اور خرافانہ طرزِ فکر کا رنگ بہت نمایاں نظر آتا تھا۔

مَیں اپنی بڑی بہن کے ساتھ جس پرائمری سکول میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتا تھا وہ ہمارے گاؤں سے 16 کلومیٹر دور تھا اور وسائل سفر میسر نہ ہونے کی وجہ سے اکثر اس فاصلہ کا کچھ حصہ پیدل ہی طے کرنا پڑتا تھا۔ ہم صبح چھ بجے نکلتے اور شام ڈھلے گھر لوٹتے۔ راستہ کی سنسانی کی وجہ سے اکثر شام کو واپسی کے وقت ہمیں ڈر لگتا تھا کیونکہ اس وقت والدین کی زبانی سنے ہوئے جنّوں اور چڑیلوں کے سب قصے تازہ ہوجاتے تھے جو ہمارے معاشرے میں زبان زدِ عام ہونے کی وجہ سے ہماری زندگیوں بلکہ مذہب کا بھی حصہ سمجھے جاتے تھے۔ اور ویران علاقوں میں تو ایسے خیالات کا پنپنا ایک طبعی سی بات تھی جہاں کم آبادی کی وجہ سے رات ڈھلتے ہی آس پاس سے جانوروں کی عجیب و غریب آوازیں آنے لگتی تھیں، ایسے میں معمولی سی سرسراہٹ بھی مذکورہ دیومالائی کہانیوں کے کسی نہ کسی جنّ یا بھوت کی آمد سے خبردار کرتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔

ان امور سے چھٹکارا دلانے کا صرف اور صرف ذریعہ علم کی روشنی تھی، لیکن اس روشنی کو بانٹنے والے اساتذہ بھی اسی معاشرہ کا حصہ تھے اور ان کی طرف سے ایسے خرافانہ امور کی تصدیق کم سن طلباء کے ذہن کو ایک موہوم خوف سے بھرتی جارہی تھی۔

خوفناک آسیب

خدا کا فضل ہے کہ بچپن سے گزر کر جب میں نے لڑکپن میں قدم رکھا تو حالات نے مجھے دوسرے بچوں سے اس معاملہ میں بہت مختلف بنا دیا۔ مجھے شکار کا بہت شوق تھا۔ ہمارے گھر میں ایک گَن تھی جسے لے کر میں آبادی سے کچھ فاصلے پر کئی بار ساری ساری رات جاگ کر شکار کرتا۔ اس سے میرا خوف دور ہوگیا تھا جس کی بنا پر میں جن بھوت اور ارواح وغیرہ کے مروجہ مفہوم کو خلافِ حقیقت سمجھتا تھا۔

گو میں اپنی بہادری کی وجہ سے اَن دیکھے جنّوں، بدروحوں اور آسیبوں سے تو امن میں آچکا تھا لیکن انسانوں کے رُوپ میں اس دنیا کے خوفناک آسیب میرا مقدر بن چکے تھے۔ میں گھر میں سب سے چھوٹا تھا، میرا ایک بھائی مجھ سے دس سال بڑا تھا، نہ جانے اسے مجھ سے کیا بیر تھا اور ابھی تک ہے کہ والد صاحب کی وفات کے بعد جس عمر میں مجھے بڑوں کی شفقت اور محبت اور خاص توجہ کی ضرورت تھی اس عمر میں میرا یہ بھائی اور دیگر بہنیں بے رحمی اور قسوۃِ قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی دانست میں میرے کردہ وناکردہ گناہوں کی نہایت بیبا کی سے بدنی اور ذہنی سزا دیا کرتے تھے۔ میں جنّوں اور بھوتوں سے ڈرنے والوں پر ہنسا کرتا تھا لیکن گھر میں اپنے قریب ترین رشتہ دار انسانوں کے سامنے بولنے سے بھی ڈرتا تھا کہ نہ جانے کب میرا کوئی لفظ جرم بن جائے جس کا حساب چکانے کے لئے پھر مجھے تختۂ مشقِ ستم بننا پڑے۔

نہ تم بدلے نہ ہم

جملہ معترضہ کے طور پر یہاں کہنا چاہتا ہوں کہ سالہا سال گزرنے کے بعد بھی میرے اپنوں کا میرے بارہ میں رویہ نہیں بدلا۔ اس کے بالمقابل میں نے بھی اپنی روش نہیں بدلی اور مسلسل ان کے لئے ہدایت کی دعا ہی کرتا ہوں۔ میرے احمدی ہونے کے بعد ان کے رویّہ میں مزید شدت اور نفرت شامل ہوگئی اور انہوں نے کہنا شروع کردیا کہ یہ خدا کا تم سے انتقام ہے کیونکہ تم احمدیت قبول کرکے دجّال کے زیر اثر آگئے ہو۔ اور احمدیت قبول کرکے تم نے ثابت کردیا ہے کہ تم اسی سلوک کے مستحق تھے جو ہم تمہارے ساتھ روا رکھتے رہے ہیں۔ میں ان کی نظر میں بچپن میں ملعون تھا، جوانی میں بھی ملعون اور اب قبول احمدیت کے بعد انہوں نے مجھے اور زیادہ ملعون سمجھ کر مجھ سے مکمل طور پر قطع تعلق کرلیا ہے۔

آنکھ کا کانٹا

بہرحال، کچھ عرصہ کے بعد ہماری بستی میں ہی پرائمری اور مڈل سکول بن گیا، بجلی بھی آگئی اور دیگر سہولتیں بھی میسر آنے لگیں۔ نئی روشنی تو آگئی لیکن مذہبی عقائد کے اعتبار سے میری بستی جہالت کے اندھیروں میں ہی ڈوبی رہی۔

اسی عرصہ میں اخوان المسلمین وسلفیوں جیسی بعض متشدد دینی وسیاسی جماعتیں بھی میدان میں آگئیں، اور اپنے افکار کی ترویج اور اپنی تعداد بڑھانے کے لئے ان جماعتوں نے 10 تا 16 سال کی عمر کے نوجوانوں کو ٹارگٹ کرنا شروع کیا۔ کیونکہ اس عمر کے بچوں کو دین کے نام پر اپنے سیاسی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے تیار کرنا نسبتًا آسان تھا۔

اپنے مخصوص حالات کی وجہ سے میرے لہجے میں کرختگی، بلا کی کاٹ اور طبیعت میں جدالی رنگ نمایاں تھا۔ چنانچہ جب کبھی ان جماعتوں نے مجھے اپنی طرف بلانے کی کوشش کی تو میں نے ان کے خرافانہ عقائد کے بارہ میں ایسے سخت جواب دیئے کہ انہیں مجھ سے بات کرکے فائدہ کی بجائے نقصان ہی ہوا اور یوں میں ان کی آنکھ کا کانٹا بن کے رہ گیا۔

خدا کے فضل کا ہاتھ

سکول کالج کی تعلیم کے بعد میں نے یونیورسٹی سے ڈگری کی اور شادی کے بعد کوشش کرکے دنیا کمانے کی خاطر سعودی عرب کا سفر اختیار کیا۔ وہاں پر بہت کم عرصہ میں ہی اخلاص کے ساتھ کام کرنے سے مجھے اتنا پیسہ حاصل ہوگیا کہ میں نے واپس آکر اپنا ایک کام شروع کرلیا۔ اور پھر کئی سال گزرنے کے بعد مجھے وزارت تعلیم میں ماہر نفسیات کی نوکری مل گئی جو کہ میرے خیال میں خدا کا کوئی خاص فضل اور عنایت تھی ورنہ یہ ایسی نوکری تھی جس کے حصول کے لئے مجھ سے زیادہ تعلیم اور تجربہ والے مارے مارے پھرتے تھے۔

پھر یہ بھی خدا کا خاص فضل ہے کہ خدا تعالیٰ نے خود میرا ہاتھ پکڑ کر شروع سے ہی مجھے نمازوں کا پابند بنایا۔ میرے گھر میں میرے لئے کوئی نمونہ نہ تھا۔ والد صاحب اس وقت وفات پا چکے تھے جب میں بہت چھوٹا تھا، اور بھائیوں وبہنوں کا حال میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں۔ ان حالات میں میرا قرآن کے بعض اجزاء حفظ کرنا اور نمازی ہونا محض خدا کا فضل تھا۔

مروّجہ عقائد اور میرا موقف

مَیں نے ذکر کیا ہے کہ حالات کی وجہ سے میری طبیعت میں سختی، لہجے میں کاٹ اور درشتی نمایاں تھی اس وجہ سے میں کبھی بھی ہر دل عزیز نہیں رہا۔ لیکن حدّت آمیز جدالی مزاج نے مجھے عقائد کی چھان بین میں بہت فائدہ دیا۔ میں خلاف عقل عقائد کا مخالف تھا اور خرافانہ خیالات واوہام کو دلیل اور امر واقعہ کی کسوٹی پر پرکھنے کا عادی بن چکا تھا۔ اسی بنا پر نہ تو میں جنّوں کے معروف تصور کا قائل تھا، نہ ہی عیسیٰ علیہ السلام کی دو ہزار سال پر محیط آسمان پر زندگی پر ایمان تھا۔ علامات الساعۃ میں سے مغرب سے طلوع شمس کا عقیدہ مجھے علمی تحقیق اور قرآن کریم میں مذکور ثابت شدہ سائنسی حقائق کے خلاف نظر آتا تھا، قرآن کہتا ہے کہ:

{لَاالشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ لَہَاۤ اَنۡ تُدۡرِکَ الۡقَمَرَ وَ لَا الَّیۡلُ سَابِقُ النَّہَارِ ؕ وَ کُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ﴾ (یٰس:41)

ترجمہ: سورج کی دسترس میں نہیں کہ چاند کو پکڑ سکے اور نہ ہی رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے اور سب کے سب (اپنے اپنے) مدار پر رواں دواں ہیں۔

اس واضح بیان کے بعد کیسے یقین کرلیا جائے کہ ایک دن ہم صبح سو کر اٹھیں گے تو کیا دیکھیں گے کہ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہو رہا ہے۔ بلکہ ظاہری طور پر ایسا ہونے کی صورت میں آنًا فانًا ایسی تباہی آئے گی کہ کسی کو سورج مغرب سے طلوع ہوتا ہوا دیکھنے کا موقع ہی نہیں ملے گا۔

اسی طرح خروجِ دابّہ کے بارہ میں مشہور ہونے والے عجیب عجیب قصے میری عقل قبول نہ کرتی تھی بلکہ جب میں اس بارہ میں قرآن کریم کا بیان پڑھتا تو نتیجہ بالکل برعکس نکلتا تھا۔ مثلاً یہ آیت ہی لے لیں:

﴿وَ اِذَا وَقَعَ الۡقَوۡلُ عَلَیۡہِمۡ اَخۡرَجۡنَا لَہُمۡ دَآبَّۃً مِّنَ الۡاَرۡضِ تُکَلِّمُہُمۡ ۙ اَنَّ النَّاسَ کَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوۡقِنُوۡنَ﴾ (النمل: 83) ترجمہ:۔ اور جب ان پر فرمان صادق آجائے گا تو ہم ان کے لئے سطح زمین میں سے ایک جاندار نکالیں گے جو اُن کو کاٹے گا (اس وجہ سے) کہ لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں لاتے تھے۔

اس آیت کی بنا پر ہمارے معاشرے میں یہ تصور رائج تھا کہ آخری زمانے میں ایک عجیب الخلقت دابّۃ الارض نکلے گا جو لوگوں سے کلام کرے گا یعنی بحث کرکے خدا کی آیات پر ایمان لانے کی تلقین کرے گا۔ اس صورت میں تُکَلِّمُہُم کا معنی کلام کرنے یا بحث کرنے کا لیا جاتا ہے، جبکہ اگر آیت پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ تُکَلِّمُہُم کا فعل تکذیبِ آیات کی سزا کے طور پر بیان ہوا ہے۔ پھر کیا یہ کہنا مناسب ہے کہ لوگوں کو تکذیب آیات کی سزا یہ ملے گی کہ دابۃ الارض ان سے بحث کرے گا!! اس بحث سے ان کو کیا تکلیف محسوس ہوسکتی ہے؟ گو میں اصل حقیقت سے تو بے خبر تھا تاہم میرا خیال تھا کہ دابۃ الارض کے بارہ میں مروجہ قصے کہانیاں کسی طور درست نہیں ہیں۔

مَیں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ مذکورہ بالا عقائد کے بارہ میں مَیں بیعت سے قبل بھی اسی موقف پر قائم تھا جس پر جماعت احمدیہ قائم ہے تاہم یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ میں ان کے بارہ میں کسی طور مطمئن نہ تھا۔ لیکن جب بیعت کے بعد ان امور کے بارہ میں جماعتی تشریح سنی تو جیسے ایک بڑا خلا پُر ہوگیا۔

عقائد کے بارہ میں اس صورتحال کے پیش نظر کئی بار دل میں یہ تمنا پیدا ہوتی کہ کاش وقت چودہ صدیاں پیچھے چلا جائے اور ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پہنچ جائیں تو میں آپؐ کے قدموں میں خود کو گرا کر روتے روتے اپنی جان دے دوں۔

ہدایت یابی کا وقت آگیا

شاید خدا تعالیٰ نے میرے دل کی تڑپ اور پکار سن لی اور 2010ء میں وہ وقت آگیا جس میں میرے لئے ہدایت یاب ہونا مقدر تھا۔ میں اپنے ٹی وی پر حسبِ عادت مختلف چینلز بدل بدل کر دیکھ رہا تھا کہ اچانک ایک ایسے چینلز پر پہنچا جہاں میری انگلیوں پر میرا اختیار ختم ہوگیا اور میں چینل بدلنے کی قوت سے محروم ہوگیا کیونکہ اس چینل پر بیٹھنے والے لوگ غیر معمولی تھے اور ان کے پروگرام کا موضوع غیر معمولی تھا۔ میں ہمہ تن گوش ہوکر بیٹھ گیا۔ پروگرام میں عیسائیوں کے ساتھ بات چیت ہورہی تھی۔ باوجود قوی دلائل اور حججِ قاطعہ کے پروگرام کے شرکاء کا انداز نہایت مہذب اور غیر معمولی احترام والا تھا۔ یہ ربّانی لوگ اسلام کا دفاع کررہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ پر لگائے گئے الزامات کا جواب دے رہے تھے۔

دو گھنٹے کے اس پروگرام میں جیسے میری آنکھیں ٹی وی سکرین کے ساتھ چپک کر رہ گئیں۔ پروگرام میں وقفہ آیا تو میں نے یہ سمجھ کر اٹھنا چاہا کہ اب دیگر چینلز کی طرح اشتہارات آئیں گے۔ لیکن یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وقفہ کے دوران تو سب سے مؤثر روحانی غذا کا مائدہ سجایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایسا قصیدہ پیش کیا گیا جس نے میرا دل موہ لیا۔

قصیدہ کے دوران ایک تصویر بھی دکھائی جاتی رہی جس کے نیچے لکھا تھا: 'حضرت مرزا غلام احمد القادیانی الامام المہدی والمسیح الموعود علیہ السلام'۔ میں نے یہ متعدد بار پڑھا لیکن اس وقت میں ایک ایسے روحانی نشے میں تھا کہ اس نام اور اس کے القاب پڑھ کر میں ذرہ برابر بھی حیران نہ ہوا، کیونکہ اگر اس پروگرام میں پیش ہونے والے دلائل اس تصویر والے شخص کے تھے، اور اگر پروگرام کے شرکاء اس تصویر والے شخص کے پیروکار تھے تو حقیقت یہ ہے کہ ان کی وجہ سے زندگی میں پہلی بار مجھے اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہونے لگا تھا۔ زندگی میں پہلی بار میں نے تثلیث کو شکست کھاتے اور صلیب کو ٹوٹتے دیکھا تھا۔ اور زندگی میں پہلی بار مغرب سے چلنے والے اس چینل پر اسلام کا روشن سورج مغرب سے طلوع ہوتے دیکھا تھا۔

میں نے بعد میں اس چینل پر دکھائی جانے والی تصویر کے بارہ میں سوچا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ شاید یہ شیعہ حضرات ہیں اور انہوں نے خیالی طور پر اپنے آنے والے امام مہدی کی یہ تصویر بنائی ہوئی ہے۔ تاہم مجھے اس بات کی خوشی تھی کہ اگرچہ بعض فرقوں سے ہمارا اختلاف ہے لیکن وہ نہایت اعلیٰ اور مؤثر طریق پر اسلام کا دفاع کررہے ہیں۔

...............(باقی آئندہ)

ہفت روزہ اخبار ’’بدر‘‘ قادیان کی اردو کے علاوہ ہندی اور دیگر علاقائی زبانوں میں اشاعت

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے قادیان سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا جاری فرمودہ اخبار ’’بدر‘‘ اب ہندوستان کی قومی زبان ہندی اور پانچ صوبائی زبانوں (اڑیہ، بنگلہ، تامل، تیلگو، ملیالم) میں شائع ہونا شروع ہو چکا ہے۔ یہ اخبار قبل ازیں مارچ 2014ء سے بصورت سرکلر جاری تھا۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ اخبار بدر کے نام سے مذکورہ بالا زبانوں میں رجسٹریشن کی منظوری مل چکی ہے۔ اس منظوری کے بعد اس کا پہلا شمارہ باقاعدہ 3/مارچ 2016ء سے شائع ہونا شروع ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کے ذریعہ تمکنت و اشاعت دین اسلام کا یہ ایک اور نہایت ہی اہم اور دُور رس نتائج کا حامل اقدام ہے۔ اب ان زبانوں کے جاننے والے براہ راست اپنی زبان میں قرآن و حدیث کے حقائق و معارف اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور آپؑ کے خلفاء کے خطبات و خطابات اور جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی اور دینی مہمات کی ایمان افروز رپورٹس پڑھ سکیں گے۔

اس سلسلہ میں منعقدہ ایک تقریب کی رپورٹ بھی اخبار بدر کے 31 مارچ 2016ء کے شمارہ میں شائع ہوئی ہے جس کی صدارت محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت قادیان نے کی۔ مہمان خصوصی محترم مولانا جلال الدین صاحب نیّر صدر صدر انجمن احمدیہ تھے۔ نیز محترم حافظ مخدوم شریف صاحب صدر النور اشاعت بورڈ قادیان اور ناظران و وکلاء صاحبان بھی شامل ہوئے۔ مکرم قاری نواب احمد صاحب مینیجر بدر نے تعارفی تقریر میں اس کامیابی کی تفصیل بتائی۔ آخر پر مکرم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور دعا کروائی۔

دنیا کی قدیم ترین کلہاڑی کی دریافت

(ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔آسٹریلیا)

آسٹریلین نیشنل یونیورسٹی کے ماہرین آثار قدیمہ نے جدید ٹیکنالوجی (Carbon Dating) کی مدد سے معلوم کیا ہے کہ چند سال قبل آسٹریلیا کے شمال مغربی علاقہ سے دریافت ہونے والی کلہاڑی کا پھل جو سیاہ سنگ مرمر (basalt) کو تراش کر بنایا گیا ہے، 44 ہزار تا 49 ہزار سال پرانا ہے۔ پتھر کی اس کلہاڑی پر موجود ایک نشان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے باقاعدہ لکڑی کا دستہ لگا کر استعمال کیا جاتا تھا۔ اس سے قبل دنیا کی قدیم ترین سمجھی جانے والی کلہاڑی جاپان میں دریافت ہوئی تھی جو تقریباً پینتیس ہزار سال پرانی بیان کی جاتی ہے۔

ہزاروں برس پرانے اس اوزار کی دریافت سے اس حقیقت پر ایک اور مہر تصدیق ثبت ہوئی ہے کہ بائبل میں مذکور حضرت آدم علیہ السلام سے قبل بھی اس زمین پر انسان بستے تھے۔

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے امریکہ اور آسٹریلیا کے قدیمی باشندوں کے بارہ میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا:

’’ہم اس بات کے قائل نہیں اور نہ ہی اس مسئلہ میں ہم توریت کی پیروی کرتے ہیں کہ چھ سات ہزار سال سے ہی، جب یہ آدم پیدا ہوا تھا، اس دنیا کا آغاز ہوا ہے اور اس سے پہلے کچھ بھی نہ تھا اور خدا گویا معطل تھا اور نہ ہی ہم اس بات کے مدعی ہیں کہ یہ تمام نسلِ انسانی جو اس وقت دنیا کے مختلف حصوں میں موجود ہے یہ اسی آخری آدم کی نسل ہے۔

ہم تو اس آدم سے پہلے بھی نسلِ انسانی کے قائل ہیں جیسا کہ قرآن شریف کے الفاظ سے پتہ لگتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اِنّی جَاعِلٌ فِی الاَرْضِ خَلِیفَۃً (البقرہ:21) خلیفہ کہتے ہیں جانشین کو۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آدم سے پہلے بھی مخلوق موجود تھی۔ پس امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ کے لوگوں کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس آخری آدم کی اولاد میں سے ہیں یا کہ کسی دوسرے آدم کی اولاد میں سے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 675۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضور علیہ السلام نے اس ضمن میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ (1165-1240ء) کا بھی حوالہ دیا جن کی ملاقات کشفاً ایسے افراد سے دورانِ حج ہوئی تھی جو خود کو چالیس ہزار سال سے بھی پہلے کا بتاتے تھے۔

حضرت شیخ ابن عربیؒ نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ ان افراد کی باتیں سن کر مجھے وہ حدیث نبوی یاد آ گئی کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اِنّ اللّٰہ خَلق قَبل اٰدَم الْمَعْلوم عنْد نا مائۃ اَلف اٰدَم ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس معلوم آدم سے پہلے لاکھ آدم پیدا کئے۔ (تصدیق براہین احمدیہ۔ صفحہ 125)

حالیہ تازہ ترین دریافت سے ماہرین آثار قدیمہ کو بخوبی یہ بھی اندازہ ہوا ہے کہ آسٹریلیا میں پچاس ہزار سال قبل بسنے والے انسان ہنرمند تھے اور اوزار بنانا جانتے تھے۔

دسویں صدی عیسوی کے ایک عالم ابوبکر اَحمد اِبن وَحشیہ اَلکلدانی کی کتاب (اَلفِلاحَۃ النبَطِیّہ) میں، جو دراصل کچھ قدیم سُریانی (Ancient Syriac) مسودات کا عربی ترجمہ ہے، بابل میں بسنے والی ایک ایسی قوم کا ذکر ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے نہیں تھی لیکن ان کے دور میں پہلے سے موجود تھی۔ یہ لوگ نہ صرف اوزار بنانا جانتے تھے بلکہ مبینہ طور پر ان کا کھیتی باڑی کا نظام نہایت ترقی یافتہ تھا۔ اس قوم کے بابائے آدم کے بارہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اسے خوابوں کے ذریعہ علومِ حکمت و معرفت عطا ہوتے تھے۔

(بحوالہ: .The Last Pagans Of Iraq
مؤلفہ: Jaakko Hameem-Anttila
مطبوعہ: 2006)

یہ ایک دلچسپ توارد ہے کہ آسٹریلیا کی قدیم Aborigines اقوام میں بھی خوابوں کو ایک غیر معمولی اہمیت دی جاتی ہے اور اب بھی ان کے ہاں ’’تذکارِروٴیا‘‘ یعنی Dream Time Stories کے لئے باقاعدہ مجالس منعقد ہوتی ہیں جن میں عموماً غیر مقامی افراد کی شرکت ممنوع ہوتی ہے۔

Announcement for Admission to
Jamia Ahmadiyya UK

Jamia Ahmadiyya UK will be holding entry test and interview on 27th and 28th July 2016 for this year's intake of students. The following conditions apply:

Qualifictions: Minimum qualifications for the candidates are six GCSE, three A-Level or equivalent with C grades or 60% marks.

Age on Entry: Maximum age of 17 years for students with GCSE or 19 years with A-Levels or equivalent qualifications.

Medical Report: The applicants MUST submit a detailed medical report from the GP with whom they have been registered.

Written Test and Interview: The applicants will take a written test and will appear before a Selection Board for interview. Only those who pass the written test will be invited for interview.

The written test and interview will be based on the recitation of the Holy Quran, the Waqfe Nau Syllabus and proficiency in reading, writing and spoken English and Urdu languages. **However, candidates will be judged for their inclination towards learning and reading the translation of the Holy Quran and the books of the Promised Messiah علیہ السلام.**

Procedure: Application will ONLY be accepted on the prescribed Admission Form available from the Jamia UK office. It must be accompanied by the following documents:
- ......Application must be endorsed by the National Ameer.
- ......A detailed medical report from the GP.
- ......Photocopies of the GCSE or A-Level results. If the results are awaited, the candidate must include a letter from his school/ sixth Form tutor about his projected grades.
- ......Copy of applicant's passport.
- ......2 passport size photographs.
- ......The spellings of the name must be the same as in the passport. Any change must be accompanied by the certification for that change.

LAST DATE: The application for the 2016 entry MUST arrive by **30th June 2016**. Applications received after that will not be considered.

Applications should be addressed to:

THE PRINCIPAL Jamia Ahmadiyya UK
Branksome Place, Hindhead Road, Haslemere GU27 3PN

For any further help or clarification, please telephone:
+44(0)1428647170 or +44(0)1428647173
Mob: +44(0)7988461368 Fax: +44(0)1428647188
Jamia is open from Monday to Saturday from 8am to 2pm. Visitors are welcome ONLY by prior appointments.

ٹوٹ کر چُور جب اندر سے ہوئے
آنکھ کے رشتے سمندر سے ہوئے
ایک ہی دھارے میں بہے جاتے ہیں
میرے جذبات قلندر سے ہوئے

(محمد طاہر ندیم)

خطبہ جمعہ

الحمدللہ آج اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ سویڈن کو اپنی دوسری مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے جس کا نام مسجد محمود رکھا گیا ہے۔ سب مرد وزن نے اس مسجد کی تعمیر میں ماشاء اللہ بڑے اخلاص کا مظاہرہ کیا ہے۔ جہاں کمانے والوں نے بڑھ چڑھ کر قربانیاں کی ہیں اور اس مسجد کی تعمیر میں حتی المقدور مالی قربانیاں پیش کی ہیں وہاں عورتیں، بچے بھی پیچھے نہیں رہے اور اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کے لئے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی مثال قائم کی ہے۔

جماعت احمدیہ میں بہت سے ایسے افراد ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مزاج ہے کہ مالی قربانیاں کرنے کے لئے بے چین رہتے ہیں اور جماعت کی خاطر، خدا تعالیٰ کی خاطر خرچ کرنے کی یہ وہ اسلامی روح ہے جو اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق نے ہم میں پھونکی ہے۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افراد جماعت کی مالی قربانیوں پر حیرت کا اظہار فرمایا تھا آج بھی یہ قربانیاں حیران کر دیتی ہیں۔

اس مسجد کی تعمیر اور اوپر دو کمروں کی رہائشگاہ، دفاتر، لائبریری وغیرہ پر جو مجھے اندازہ خرچ دیا گیا ہے وہ تقریباً ساڑھے سینتیس ملین کرونز کا ہے۔ اللہ تعالیٰ مالی قربانی کرنے والوں اور ان لوگوں کو بہترین جزا دے جنہوں نے اس مسجد اور اس کمپلیکس کی تعمیر میں کسی طرح بھی حصہ لیا ہے۔ بڑی خوبصورت مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ علاقے کے لوگ بھی اس کی خوبصورتی کی تعریف کر رہے ہیں۔

مسجد محمود (مالمو) کی تعمیر کے سلسلہ میں افراد جماعت کے مالی قربانی کے واقعات کا روح پرور تذکرہ

مسجد کی تعمیر کا حق بھی تبھی ادا ہوگا جب اس کو عبادت کرنے والوں سے زیادہ سے زیادہ آباد کریں گے۔ خود بھی یہاں آ کر اپنی نمازوں سے اس کو آباد کریں گے اور تبلیغ کر کے علاقے کے لوگوں کو بھی اسلام کی تعلیم سے متعارف کروائیں گے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے ہماری جماعت کے لئے مساجد کی ضرورت، اہمیت اور اس کی غرض وغایت اور تقاضوں کا تذکرہ اور اس حوالہ سے افراد جماعت کو اہم نصائح

یہی نہ سمجھ لیں کہ ہم نے ایک خوبصورت مسجد تعمیر کر لی تو ہمارے فرائض ادا ہو گئے اور سب کام ختم ہو گئے۔ اس مسجد کی تعمیر کے بعد ہمارا اصل کام اب شروع ہوا ہے۔ اس مسجد کی تعمیر کی شکرگزاری آپس میں پہلے سے بڑھ کر پیار اور محبت کے اظہار سے بھی ہم نے کرنی ہے۔ آپ سب نے کرنی ہے جو یہاں رہنے والے ہیں اور جو دنیا میں کہیں بھی رہنے والے احمدی ہیں۔ اس مسجد کی تعمیر کے بعد آپ نے پہلے سے بڑھ کر اسلام کی تعلیم کے اپنے نمونے لوگوں کو دکھانے ہیں اور اس سے ان کو آگاہ کرنا ہے۔ اصل حسن تو مسجد کا اس وقت نظر آئے گا جب اس میں عبادت کرنے والے اس مسجد میں عبادت کرنے کی وجہ سے روحانی حسن دکھائیں گے۔ اس مسجد کے ظاہری حسن کو روحانی حسن میں بدل دیں۔ یہ بہت بڑا کام ہے جو ہم نے کرنا ہے، یہاں کے رہنے والوں نے کرنا ہے کہ مسجد کا جو ظاہری حسن ہے اس کو اندرونی اور روحانی حسن میں بدلنا ہے اور روحانی حسن ایک تسلسل چاہتا ہے، مسلسل کوشش چاہتا ہے۔ پس ہر احمدی روحانی حسن کے اس تسلسل کو قائم رکھنے کا عہد کرے۔ اس مسجد کی خوبصورتی بھی نمازیوں کی تعداد پر ہے۔ ایسے نمازیوں کی تعداد پر جو خالص ہو کر خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہتے ہیں یا کرنے والے ہیں۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جماعت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں دی جاتی اور یہ اسلام کا بنیادی حکم ہے اور اس کو چھوڑ کر چندوں پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ جبکہ یہ خیال غلط ہے۔ زکوٰۃ جس پر فرض ہے اس کو توجہ دلائی جاتی ہے اور بار بار دلائی جاتی ہے۔ پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم توجہ نہ دلائیں جبکہ زکوٰۃ کا تو خلافت کے نظام کے ساتھ بھی ایک لحاظ سے بڑا گہرا تعلق ہے کہ آیت استخلاف جس میں خلافت کے نظام کی ہدایت اور پیشگوئی فرمائی گئی ہے، اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قیام نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اگر دوسرے چندوں اور تحریکات کے بارے میں کہا جاتا ہے تو جیسا کہ میں نے کہا کہ زکوٰۃ ہر ایک پر فرض نہیں ہے۔ اس کا ایک نصاب ہے۔ اس کی کچھ شرطیں ہیں۔ اور نہ ہی اس سے تمام اخراجات پورے ہو سکتے ہیں اور جتنے وسیع کام اب جماعت کے دنیا میں ہو رہے ہیں ان کے لئے دوسرے چندوں پر توجہ دینا ضروری ہے۔ اور وصیت اور باقاعدگی کے ساتھ اپنے اوپر فرض کر کے ماہوار جماعتی چندہ دینے کا نظام جو ہے یہ نظام تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائم کردہ ہے۔

دین کو تمکنت اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہی ملنی تھی اور ملی ہے کیونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی حیثیت سے دنیا میں آئے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہی اس لئے کہ اسلام کی تعلیم کے حقیقی نمونے قائم ہوں۔ اسلام کی کھوئی ہوئی ساکھ کو دوبارہ قائم کریں۔ خلافت کا نظام آپ کے ذریعہ سے ہی اس زمانے میں جاری ہونا تھا اور ہوا ہے اور آج تمام دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس میں خلافت کا وہ نظام جاری ہے جو صحیح اسلامی تعلیم کا پرچار کر رہا ہے، اسے پھیلا رہا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلا رہا ہے۔ جو عبادتوں کے قیام کے لئے مسجدیں بنا رہا ہے نہ کہ فتنہ وفساد کی جگہیں۔ اور یہ چیزیں تمکنت کا باعث ہیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 13 مئی 2016ء بمطابق 13 ہجرت 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد محمود۔ مالمو (Malmö)۔ سویڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ۔ (التوبة:18)

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ۔ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔ (الحج:42)

الحمدللہ آج اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ سویڈن کو اپنی دوسری مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے جس کا نام مسجد محمود رکھا گیا ہے۔ سب مرد وزن نے اس مسجد کی تعمیر میں ماشاء اللہ بڑے اخلاص کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ ایک بڑا منصوبہ تھا جبکہ یہاں کی جماعت چھوٹی سی جماعت ہے اور اس لحاظ سے ان کے لئے یہ واقعی بہت بڑا منصوبہ تھا۔ کئی بیروزگار بھی ہیں یہاں، بوڑھے بھی ہیں، بچے بھی ہیں، خانہ دار عورتیں بھی ہیں۔ لیکن

جہاں کمانے والوں نے بڑھ چڑھ کر قربانیاں کی ہیں اور اس مسجد کی تعمیر میں حتی المقدور مالی قربانیاں پیش کی ہیں وہاں عورتیں، بچے بھی پیچھے نہیں رہے اور اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کے لئے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی مثال قائم کی ہے۔ کون ہے جس کی خواہشات نہیں ہیں؟ کون ہے جس کی ضروریات نہیں ہیں؟ اور اس زمانے میں جب بے شمار دنیاوی اور مادی چیزیں توجہ کھینچ رہی ہیں، احمدیوں کی مالی قربانی دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ صرف ایک مسجد کی تعمیر کا سوال نہیں ہے۔ مساجد کی تعمیر، نماز سینٹرز کی تعمیر وخرید، مشن ہاؤسز کی تعمیر اور خرید کے منصوبے مسلسل جاری ہیں اور اس کے علاوہ بیشمار اور اخراجات ہیں اور دنیا میں ہر جگہ یہ کام ہو رہے ہیں۔ اور پھر دوسرے چندے بھی ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ اپنی ضروریات اور تعمیرات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ نسبتاً بہتر حالت میں رہنے والے احمدی غریب ملکوں کے رہنے والے احمدیوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے بھی قربانیاں دے رہے ہیں یا غریب ملکوں کے رہنے والے احمدیوں کی معاشی حالات کی وجہ سے قربانیوں کے باوجود جو کمی رہ جاتی ہے اسے بھی بہتر حالت میں رہنے والے احمدی پورا کر کے ان ملکوں کی جماعتی ضروریات کو پورا کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ تو بہرحال جماعت احمدیہ میں بہت سے ایسے افراد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مزاج ہے کہ مالی قربانیاں کرنے کے لئے بے چین رہتے ہیں اور جماعت کی خاطر، خدا تعالیٰ کی خاطر خرچ کرنے کی یہ وہ اسلامی روح ہے جو اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق نے ہم میں پھونکی ہے۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افراد جماعت کی مالی قربانیوں پر حیرت کا اظہار فرمایا تھا آج بھی جیسا کہ مَیں نے کہا یہ قربانیاں حیران کر دیتی ہیں۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے کئے گئے وعدے کا اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ضروریات پوری فرماتا رہے گا۔

اس مسجد کی تعمیر اور پر دو کمروں کی رہائشگاہ، دفاتر، لائبریری وغیرہ پر جو مجھے اندازہ خرچ دیا گیا ہے وہ تقریباً ساڑھے سینتیس ملین کرونز کا ہے۔ یا 3.2 ملین پاؤنڈ، سوا تین ملین پاؤنڈ خرچ ہوئے ہیں۔ ہال اور مربی ہاؤس اور کچن وغیرہ بھی بنا ہے۔ ہال کی finishing اب ہو رہی ہے۔ انتظامیہ کا خیال ہے کہ اب کچھ خرچ مزید ہوگا اور آٹھ دس ملین کرونز مزید خرچ ہوں گے۔

جیسا کہ جماعت احمدیہ کے اکثر منصوبوں میں یہ ہوتا ہے کہ کافی کام ہم وقارِعمل کے ذریعہ سے بھی کر لیتے ہیں اور اس لحاظ سے اخراجات میں کچھ بچت بھی ہو جاتی ہے۔ رضا کار والنٹیئرز کام کر رہے ہیں۔ بعض نے مجھے بتایا کہ دن رات یہاں رہے یا تھوڑی دیر کے لئے گھر جاتے تھے اور پھر آ جاتے تھے تا کہ جلدی کام ختم ہو اور افتتاح ہو سکے۔ لیکن پھر بھی بعض جگہیں جیسا کہ مَیں نے کہا مکمل نہیں ہو سکیں۔ یہ ٹھیکیدار یا مزدور جب ایک دفعہ داخل ہو جائیں تو پھر اپنی مرضی سے نکلتے ہیں۔ یہاں کی انتظامیہ کو یہ مارجن (margin) رکھ کر پھر مجھے دعوت دینی چاہئے تھی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ مالی قربانی کرنے والوں اور ان لوگوں کو بہترین جزا دے جنہوں نے اس مسجد اور اس کمپلیکس کی تعمیر میں کسی طرح بھی حصہ لیا ہے۔ بڑی خوبصورت مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ علاقے کے لوگ بھی اس کی خوبصورتی کی تعریف کر رہے ہیں۔ دو دن پہلے اخبار اور ریڈیو کے نمائندے یہاں آئے ہوئے تھے۔ مجھے بھی انہوں نے یہی کہا کہ بڑی خوبصورت مسجد تعمیر ہوئی ہے اور یہ اس علاقے کی خوبصورتی میں ایک بڑا اضافہ ہے۔

قربانی کی روح کا اظہار کس طرح بچوں، بڑوں نے کیا، اس کی چند ایک مثالیں پیش کرتا ہوں۔

ایک گیارہ سال کی بچی نے مسجد کے چندہ کے لئے چند سو کرونز پیش کئے اور بتایا کہ کافی عرصے سے اس نے جو جیب خرچ جمع کیا تھا وہ مسجد کی تعمیر کے لئے ادا کرنے کے لئے آئی ہے۔

دس گیارہ سال کی ایک اَور بچی امیر صاحب کے پاس یا جو بھی چندے لینے والی انتظامیہ ہے ان کے پاس آئی اور پانچ سو کرونز مسجد کی تعمیر کے لئے ادا کئے اور بتایا کہ اس کے پاس دو طوطے تھے جنہیں فروخت کر کے اس نے یہ رقم مسجد کے لئے ادا کرنے کے لئے حاصل کی۔ یہاں ان ملکوں میں pet یا پالتو جانور رکھنے کا بڑا شوق ہے لیکن احمدی بچی نے یہاں کے بچوں کی طرح اپنے پالتو جانور کو ترجیح نہیں دی بلکہ خدا تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کو اپنے شوق پر ترجیح دی۔ حقیقتاً اصل شوق اور ترجیح اللہ تعالیٰ کی رضا ہی ہے جو احمدی بچے ہی سمجھ سکتے ہیں جن کو بچپن سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات سے یہ ادراک پیدا ہو جاتا ہے کہ مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والا جنت میں اپنا گھر بناتا ہے۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ شہروں کی بہترین جگہیں مساجد ہیں۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ قبیلوں میں مساجد بناؤ، محلوں میں، شہروں میں مساجد بناؤ۔ اسی بات کا نتیجہ ہے کہ ہم ہر جگہ مساجد بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

مجھ سے کئی جرنلسٹ سوال کرتے ہیں جہاں کہیں مسجد بنا کر جاؤ، کہ یہاں کیوں بنائی گئی؟ کیا خصوصیت ہے؟ کس لئے بنائی گئی؟ یہاں بھی لوگوں نے سوال کیا۔ نہ مالمو (Malmö) کی خصوصیت ہے نہ کسی اور جگہ کی۔ ہمارا کام مساجد بنانا ہے تا کہ جہاں کچھ احمدی ہیں جمع ہوں اور اپنا عبادت کا حق ادا کر سکیں۔

ایک بچی اعتکاف بیٹھی تھی اس نے یہاں انتظامیہ سے رابطہ کیا اور اپنا زیور مسجد کے لئے پیش کیا۔ بظاہر بہت قیمتی زیور نہ تھا مگر وہی زیور اُس کی کُل جمع پونجی تھی اور اس کے ماں باپ نے اسے تحفہ دیا تھا۔ اور اس بچی نے جماعت کے جس شخص کو زیور دیا اس کو تاکیداً کہا کہ میرے والدین کو نہیں بتانا کہ یہ زیور میں نے چندے میں دے دیا ہے۔

ایک اور واقفہ نو بچی بھی ایسی ہے جس نے تمام زیور اور جیب خرچ کی صورت میں جو رقم اس کو ملی ہوئی تھی اس نے ایک لفافے میں ڈال کر اور خط لکھ کر اپنے والد کے تکیہ کے نیچے رکھ دیا کہ یہی سب کچھ میرے پاس ہے اس کے علاوہ کوئی ایسی چیز نہیں جو میں اس مسجد کے لئے خدا کے حضور پیش کر سکوں۔

ایسی نوجوان بچیاں بھی ہیں جن کی نئی نئی شادی ہوئی تھی اور انہوں نے اپنے زیور کے شوق پورے نہیں کئے تھے، اپنا سارا زیور مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کر دیا۔

بہت سی خواتین نے جن کے خاوندوں نے پہلے ہی اچھے وعدے کئے ہوئے تھے اور ادائیگی مکمل کر دی تھی، ان خواتین نے اپنے زیور اور جو جمع پونجی تھی وہ مسجد کی تعمیر کے لئے ادا کر دی۔

یہ بتایا گیا ہے کہ دو خواتین یہاں ایسی تھیں جنہیں مالی قربانی کی استطاعت نہیں تھی یا ان کے پاس کچھ نہیں تھا مگر پاکستان میں والد کی طرف سے انہیں موروثی مکان ملا تھا۔ انہوں نے وہ مکان فروخت کر کے اس کی کُل رقم جو وہاں لاکھوں میں تھی مسجد کی تعمیر میں ادا کر دی۔

ایک خادم نے مسجد میں ادائیگی کے لئے ایک بڑی رقم کا وعدہ کیا تھا جس میں ایک حصہ ان کی اہلیہ کی طرف سے تھا۔ لیکن بدقسمتی سے اس جوڑے کی علیحدگی ہو گئی۔ اور وعدہ جات کے سلسلہ میں جب ان سے رابطہ کیا گیا تو اس خادم کے والد نے کہا کہ اس خاتون سے علیحدگی ہو گئی ہے اس لئے وہ اپنا حصہ خود ادا کرے گی۔ لیکن اس نوجوان نے کہا نہیں، کیونکہ میں نے اس کی طرف سے وعدہ کیا تھا اس لئے علیحدگی کے باوجود مَیں ہی یہ وعدہ پورا کروں گا اور مکمل ادائیگی کر دی۔ کہیں تو ایسے لوگ ہمیں نظر آتے ہیں جو عورت کے جائز حق بھی نہیں دیتے اور قضا کے فیصلے نہ ماننے کی وجہ سے بعض دفعہ ان کو تعزیر ہو جاتی ہے حالانکہ وہ ان کا فرض ہوتا ہے اور عورت کا حق ہوتا ہے۔ اور کہیں ایسے ہیں جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ علیحدگی کے باوجود وعدے پورے کر رہے ہیں اور حقیقت میں یہی لوگ ہیں جو مومن کہلانے کے مستحق ہیں۔

مالمو جماعت کے ایک خادم جو وقتی نوکری کرتے تھے، عارضی نوکری تھی، پارٹ ٹائم نوکری تھی۔ جب انہیں مسجد کا وعدہ بڑھانے کی تحریک کی گئی تو انہوں نے اپنا وعدہ دس ہزار کرونز سے بڑھا کر ایک لاکھ کرونز کر دیا اور اگلے ہفتے ہی پچاس ہزار کرونز ادائیگی کے لئے رقم لے کر مسجد میں آ گئے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے اتنی رقم کہاں سے جمع کر لی؟ حالات تو ابھی فوراً ایسے نہیں ہیں اور وعدہ بھی کچھ عرصے کے لئے تھا۔ دو سال میں تقسیم تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ مَیں نے اپنی گاڑی بیچ دی ہے۔ کار بیچ کر اور جو بھی گھر میں اس کے علاوہ پیسے جمع تھے وہ ادائیگی کے لئے لے آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کے نتیجہ میں انہیں مستقل نوکری بھی عطا فرما دی اور پہلے سے بڑھ کر اچھی اور نئی گاڑی خریدنے کی بھی انہیں توفیق عطا فرمائی۔

یہ وہ قربانی کی روح ہے جو ہمیں بہت سے احمدیوں میں ہر جگہ نظر آتی ہے۔ یہاں مخصوص نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف ملکوں میں، مختلف جگہوں میں پھیلے ہوئے بہت سے ایسے احمدی ہیں اور یہاں اَور بھی ہوں گے۔ یہ چند مثالیں مَیں نے دی ہیں۔

اس مسجد کی جگہ اور تعمیر اور گنجائش کے بارے میں بھی مختصر بتا دوں کہ مسجد کی تعمیر کا منصوبہ 1999ء میں شروع ہوا تھا جب کونسل کو درخواست پیش کی گئی تھی۔ اس کے لئے مکرم احسان اللہ صاحب نے پانچ ہزار مربع میٹر کا قطعہ زمین خرید کر جماعت کو پیش کیا تھا۔ یہ قطعہ ایک ٹیلے پر ہے اور ایک نمایاں جگہ پر واقع ہے۔ مین ہائی وے (Main Highway) یہاں قریب سے گزرتی ہے۔ اور ناروے اور سویڈن کو پورے یورپ سے بھی ملاتی ہے اور اسی طرح سویڈن اور ناروے کے تمام بڑے شہروں کو بھی ملاتی ہے۔ بڑی مصروف ہائی وے ہے جہاں دُور سے ہی مسجد کی خوبصورت اور بلند عمارت ہر آنے جانے والے کو نظر آتی ہے اور توحید کا پیغام دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہر احمدی اپنا حق تعمیر کے بعد بھی ادا کرے اور تبلیغ کے ذریعہ بھی یہ مسجد توحید پھیلانے کا ذریعہ ہمیشہ بنی رہے اور اس کی حقیقی خوبصورتی جو دینی تعلیم کی خوبصورتی ہے اور جس مقصد کے لئے بنائی گئی ہے وہ روشن ہو کر چمکے۔

اس کمپلیکس کا کُل تعمیر شدہ رقبہ 2353 مربع میٹر ہے۔ پانچ عمارات پر مشتمل ہے۔ بڑی عمارات ہیں۔ مسجد محمود main ہے۔ اس کا رقبہ 1494 مربع میٹر ہے یعنی تقریباً پندرہ سو مربع میٹر ہے۔ سپورٹس ہال ساڑھے سات سو مربع میٹر ہے۔ اس کے علاوہ اور عمارتیں ہیں۔ مسجد کے دو ہال ہیں۔ ایک اوپر، ایک نیچے۔ مردوں کے لئے اور عورتوں کے لئے۔ یہاں بعض سوال کرنے والے سوال کر دیتے ہیں کہ آپ عورتوں کو تو علیحدہ کر دیتے ہیں، main مسجد میں رہنے نہیں دیتے۔ یہاں ان لوگوں کا یہ اعتراض بھی دُور ہو جاتا ہے جو اسلام پر اعتراض کرنے کے راستے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ ان کے لئے بھی یہاں کافی جواب ہے کہ ایک ہی مسجد کے بلاک میں دونوں ہال ہیں اور ایک طرح کے ہال ہیں۔ ان ہالوں میں ہر ایک میں پانچ

پانچ سوافراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔اسی طرح جوسپورٹس ہال ہے اس میں سات سونمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے سترہ سو(1700) لوگ اکٹھے نماز ادا کر سکتے ہیں۔آج تو باہر سے بہت سارے لوگ آئے ہوئے ہیں اس لئے مسجد بھری نظر آ رہی ہے لیکن عام حالات میں گنجائش کے لحاظ سے یہ بہت وسیع مسجد ہے۔پورے ملک کی جماعت بھی اگر جمع ہو جائے تب بھی نصف جگہ نماز پڑھنے والوں کے لئے خالی رہے گی۔ہالوں میں اوپر بھی خالی رہے گی، نیچے بھی خالی رہے گی۔پس یہ یہاں کے احمدیوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنی تعداد بڑھائیں۔آج تو افتتاح ہے۔مَیں بھی آیا ہوں۔لوگ بہت سارے باہر سے آئے ہیں اس لئے نظر آ رہا ہے کہ مسجد بھری ہوئی ہے اوپر بھی، نیچے بھی، باہر بھی لوگ بیٹھے ہیں۔لیکن عمومی حالات میں جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ یہ مسجد اتنی بڑی ہے کہ سارے ملک کی جماعت جمع ہو جائے تب بھی آدھی مسجد خالی رہے گی۔یہاں کے لوگوں کو اپنی تعداد بڑھانی چاہئے۔یہاں کے لوگوں میں اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں ہیں انہیں دُور کریں اور انہیں دُور کر کے توحید کی طرف لائیں۔ان لوگوں سے ہمدردی کا یہ تقاضا ہے اور ان کا یہ حق ہے کہ جو احسان یہاں کی حکومتوں نے اور عوام نے اس ملک کے رہنے والوں نے ہمیں جگہ دے کر کیا ہے یا آپ کو جگہ دے کر آپ پر کیا ہے اس کا بہترین بدلہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب لائیں۔مسجد کی تعمیر کا حق بھی تبھی ادا ہو گا جب اس کو عبادت کرنے والوں سے زیادہ سے زیادہ آباد کریں گے۔خود بھی یہاں آ کر اپنی نمازوں سے اس کو آباد کریں گے اور تبلیغ کر کے علاقے کے لوگوں کو بھی اسلام کی تعلیم سے متعارف کروائیں گے اور یہی بات ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں ایک جگہ توجہ دلائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔(یعنی دوسرے مسلمان بھی آ جائیں گے اور یہاں کے مقامی لوگوں سے بھی تعداد بڑھے گی۔) فرمایا'' لیکن شرط یہ ہے کہ قیامِ مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو محض لِلّٰہ اسے کیا جاوے۔نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا''۔

اس شرط پر ہمیشہ ہر ایک کو غور کرنا چاہئے۔نیت میں پورا اخلاص ہو اور کسی قسم کا شر اور فتنہ دلوں میں نہ ہو اور خالصۃً خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے قربانیاں کی جائیں اور مسجد بنائی جائے اور مسجد کو آباد کیا جائے تو پھر بے انتہا برکت پڑتی ہے۔

فرمایا کہ'' جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہئے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے۔اور جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں''۔فرمایا کہ'' جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے''۔یہ بڑی اہم بات ہے جو ہر جگہ کے رہنے والوں کو یاد رکھنی چاہئے، چاہے وہ ناروے کے ہیں، ڈنمارک کے ہیں یا دنیا کے دوسرے ملکوں کے ہیں کہ مسجد کی آبادی کا مقصد بھی جماعت کی اکائی ہے۔پس ہمیں اس اکائی کو قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔فرمایا کہ'' پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہئے''۔اتفاق میں، اتحاد میں، محبت میں، پیار میں بڑھیں'' اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے''۔چھوٹی چھوٹی باتوں پہ لڑائیاں، جھگڑے، بدظنیاں یہ ختم کریں۔فرمایا کہ'' ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظرانداز کر دینا چاہئے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں''۔(ملفوظات جلد7 صفحہ 120,119۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ہم نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی ہے تو اس لئے کہ اسلام کی تعلیم کو جو مسلمان نہ صرف بھول چکے ہیں بلکہ اس میں مختلف قسم کی بدعات پھیلا کر، فرقہ بازیوں میں لگ کر، اسلامی قدریں تو ایک طرف رہیں اخلاقی قدریں بھی بھلا بیٹھے ہیں۔اس سے بچ کر ہمیں ذاتیات کے بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ہمیں دوسروں سے عبرت حاصل کرنی چاہئے اور ایک اکائی ہمیں بننا چاہئے اور آپس میں اتفاق اور اتحاد پیدا کریں۔اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر چلیں۔اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے نمازوں اور مساجد کے حوالے سے جو ہمیں نصیحت فرمائی ہے وہ مَیں پیش کرتا ہوں۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''نماز میں جو جماعت کا ثواب رکھا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں''۔جب صف بنا کر کھڑے ہوں تو برابر پاؤں رکھیں۔ایڑھیاں ایک لائن میں ہوں۔ایک سیدھ میں ہوں۔'' اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں''۔فرمایا کہ'' اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں''۔ایسے سیدھے ہوں کہ لگے کہ ایک ہی انسان ہیں۔'' اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں''۔کسی میں زیادہ روحانیت ہے کسی میں کم ہے تو آپ نے فرمایا کہ جو روحانیت کا نور ہے ایک دوسرے میں سرایت کرے۔'' وہ تمیز جس سے خودی اور خودغرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے''۔یہ خواہش تھی آپ کی۔خودی اور خودغرضی بالکل ختم ہو جائے اور ایک ہو جاؤ۔فرمایا کہ'' یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے۔پھر اسی وحدت کے لئے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلے کی مسجد میں اور ہفتے کے بعد شہر کی مسجد میں اور پھر سال کے بعد عیدگاہ میں جمع ہوں اور کُل زمین کے مسلمان سال میں ایک مرتبہ بیت اللہ میں اکٹھے ہوں۔ان تمام احکام کی غرض وہی وحدت ہے''۔(لیکچر لدھیانہ روحانی خزائن جلد20 صفحہ 282,281)

نماز سے لے کے حج تک جتنے بھی احکام ہیں، عبادت ہے، ان کا مقصد کیا ہے؟ تاکہ مسلمان ایک قوم بن جائیں۔اب بدقسمتی سے سب سے زیادہ تفرقہ اور پھوٹ اور فساد اس وقت مسلمانوں میں ہے۔پس ہم احمدی ہیں جنہوں نے یہ نمونے قائم کرنے ہیں اور دنیا کو اسلام کی حقیقی اور خوبصورت تعلیم کے بارے میں بتانا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ''مسجدوں کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں ہے بلکہ ان نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ورنہ یہ سب مساجد ویران پڑی ہوئی ہیں''۔آپ نے مسلمانوں کی جو مساجد تھیں ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔فرمایا کہ'' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چھوٹی سی تھی۔کھجور کی چھڑیوں سے اس کی چھت بنائی گئی تھی اور بارش کے وقت چھت میں سے پانی ٹپکتا تھا۔مسجد کی رونق نمازیوں کے ساتھ ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں دنیاداروں نے بھی ایک مسجد بنوائی تھی۔وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے گرا دی گئی۔اس مسجد کا نام مسجد ضرار تھا۔یعنی ضرر رساں۔اس مسجد کی زمین خاک کے ساتھ ملا دی گئی۔مسجدوں کے واسطے حکم ہے کہ تقویٰ کے واسطے بنائی جائیں''۔

(ملفوظات جلد8 صفحہ 170۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یقیناً قربانی کا جذبہ جو مردوں عورتوں اور بچوں میں ہے اس مسجد کی تعمیر کے لئے نظر آتا ہے۔خاص طور پر بچوں کی بے لوث اور معصومانہ قربانیاں جو ہر بناوٹ سے پاک ہیں یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی دعاؤں اور تعلیم نے ہمیں عمومی طور پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اِدراک دیا ہے اور ہماری مسجد بنانے کی سوچ دنیاداری کی غرض سے نہیں ہے۔خالصۃً عبادت کرنے والوں کے لئے مسجد بنائی گئی ہے۔تقویٰ پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کی حصول کے لئے ہے۔پس ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کئے ہوئے ہر کام کے بعد یہ فکر کرنی چاہئے کہ کسی ایک مقصد کو حاصل کرنے کے بعد ہم اپنی زندگی کے بنیادی مقصد سے لاپرواہ نہ ہو جائیں۔یہی نہ سمجھ لیں کہ ہم نے ایک خوبصورت مسجد تعمیر کر لی تو ہمارے فرائض ادا ہو گئے اور سب کام ختم ہو گئے۔اس مسجد کی تعمیر کے بعد ہمارا اصل کام اب شروع ہوا ہے۔یہاں رہنے والوں کو اور ہر ایک کو یہ یاد رکھنا چاہئے۔وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) یعنی ہم نے جن اور انس کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔پس ہمیشہ یاد رکھنا ہے ہم نے اس عبادت کا حق ادا کرنا ہے اور عبادت کا حق سب سے زیادہ مسجدوں کی آبادی بڑھانے سے ہی ادا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں پہلے مَیں بیان کر آیا ہوں۔اور پھر اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے پیار کا اظہار دیکھیں، ان کو انعامات سے نوازنے کا اظہار دیکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ نماز باجماعت مسجد میں آ کر پڑھنے والے کو ستائیس گنا ثواب ہوتا ہے۔

(بخاری کتاب الصلاۃ باب فضل الصلاۃ الجماعۃ حدیث:645)

پھر ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ آدمی کی باجماعت نماز اس کی اس نماز سے پچیس گنا (بعض جگہ پر ستائیس گنا بھی ہے) بہتر ہے جو وہ اپنے گھر میں یا بازار میں پڑھے۔اور یہ اس لئے کہ جب وہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر وہ مسجد کی طرف نکلے اس حال میں کہ اسے صرف نماز ہی نکال رہی ہے تو جو قدم بھی وہ اٹھائے گا اس کے ایک قدم پر اس کا ایک درجہ بلند کیا جائے گا اور دوسرے پر ایک گناہ دور کر دیا جائے گا۔اور جب وہ نماز پڑھے گا تو جب تک وہ اپنی جائے نماز میں رہے گا ملائکہ (فرشتے) اس کے لئے دعائے رحمت کرتے رہیں گے۔کیا دعا کریں گے؟ وہ کہیں گے کہ اے اللہ اس پر خاص رحمت فرما۔اس پر رحم فرما۔اور فرمایا تم میں سے ایک آدمی نماز ہی میں ہوتا ہے جب تک کہ وہ نماز کا انتظار کرے (بخاری کتاب الصلاۃ باب فضل صلاۃ الجماعۃ حدیث:647)۔یہ نہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ انتظار کا ثواب نہیں دیتا۔انتظار کا بھی ثواب ہے جب مسجد میں آ کر نماز کے لئے انتظار کر رہا ہوتا ہے۔

پھر ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسجد کو صبح شام جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں اپنی مہمان نوازی کا سامان تیار کرتا ہے۔

(بخاری کتاب الصلاۃ باب فضل من غدا الی المسجد ومن راح حدیث:662)

پس مسجدوں میں آنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہو کر رہتے ہیں۔اس مسجد کی تعمیر کی شکرگزاری آپس میں پہلے سے بڑھ کر پیار اور محبت کے اظہار سے بھی ہم نے کرنی ہے۔آپ سب نے کرنی ہے جو یہاں رہنے والے ہیں اور جو دنیا میں کہیں بھی رہنے والے احمدی ہیں۔جب مسجدوں میں جائیں تو مسجدوں

کے یہ حق بھی ادا کریں۔ اس مسجد کی تعمیر کے بعد آپ نے پہلے سے بڑھ کر اسلام کی تعلیم کے اپنے نمونے لوگوں کو دکھانے ہیں اور اس سے ان کو آگاہ کرنا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مسجد مسلمان بنانے کا ذریعہ بنے گی۔ اگر ہمارے عمل اسلام کی تعلیم کے مطابق نہیں، اگر ہم اسلام کا پیغام نہیں پہنچا رہے تو لوگ مسجد کو دیکھ کر بیشک اس طرف متوجہ ہوں گے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ ہائی وے پر واقع ہے اور چمکدار گنبد دور سے لوگوں کی توجہ کھینچتا ہے لیکن یہ توجہ صرف ظاہری حسن کی طرف ہوگی۔ اصل حسن تو مسجد کا اس وقت نظر آئے گا جب اس میں عبادت کرنے والے اس مسجد میں عبادت کرنے کی وجہ سے روحانی حسن دکھائیں گے۔ پس جو وقتی جوش سے قربانیاں کی ہیں یقیناً وہ بھی قابل قدر ہیں۔ بعض میں وقتی جوش تھا، بعضوں کی کئی سال پہ پھیلی ہوئی قربانیاں ہیں خاص طور پر بچوں اور نوجوانوں کی طرف سے۔ لیکن مسلسل قربانیوں کا دور تو اب شروع ہوا ہے کہ اس مسجد کے ظاہری حسن کو روحانی حسن میں بدل دیں۔ یہ بہت بڑا کام ہے جو ہم نے کرنا ہے، یہاں کے رہنے والوں نے کرنا ہے کہ مسجد کا جو ظاہری حسن ہے اس کو اندرونی اور روحانی حسن میں بدلنا ہے اور روحانی حسن ایک تسلسل چاہتا ہے، مسلسل کوشش چاہتا ہے۔ پس ہر احمدی روحانی حسن کے اس تسلسل کو قائم رکھنے کا عہد کرے۔

یہ آیات جو میں نے شروع میں تلاوت کی ہیں اس میں پہلی آیت جو سورۃ توبہ کی ہے اللہ تعالیٰ اس میں فرماتا ہے۔ ترجمہ اس کا یہ ہے کہ اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے۔ پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں۔

پس مسجد بنانے کا مقصد اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان اس وقت کامل ہوتا ہے جب انسان ہر قسم کے شرک سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔ ہر چیز کا دینے والا خدا تعالیٰ کو سمجھے۔ پھر آخرت پر ایمان ہے اس کی تفصیلات ہیں۔ بہت ساری چیزیں آخرت کے بارے میں آتی ہیں کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے۔ لیکن اگر انسان صرف اس بات پر ہی غور کرلے تو پھر دنیاوی معمولی باتوں کے حصول پر اپنی سب طاقتیں خرچ کرنے کی بجائے، اپنا زور لگانے کی بجائے آخرت کے انعامات کا وارث اپنے آپ کو بنانے کے لئے کوشش کرے۔

اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اتَّقَوْا (یوسف:110) اور آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا یقیناً زیادہ بہتر ہے۔ اب ایک گھر تو مسجد کی تعمیر کرکے ایک مومن بناتا ہے لیکن اس گھر کی آبادی، مسجد کی آبادی تقویٰ سے منسلک ہے۔ پس مسجد کی تعمیر کا حق بھی تقویٰ پر چلنے سے ادا ہوگا اور تقویٰ کے بارے میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلف حقوق، (لوگوں کے حق تلف کرنا، حق مارنا) ریا، عُجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو تو اخلاق رذیلہ سے پرہیز کرکے ان کے مقابلہ میں اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے"۔ گندے اور فضول اخلاق جو ہیں، بداخلاقیاں جو ہیں ان کو چھوڑے اور عمدہ اور اعلیٰ اخلاق کو نہ صرف اختیار کرے بلکہ اس میں ترقی کرے۔ فرمایا "لوگوں سے مروت، خوش خلقی، ہمدردی سے پیش آوے۔" یہ ہیں اخلاق۔ یہ ہے تقویٰ کہ لوگوں سے بھی محبت اور پیار سے پیش آؤ۔ خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔ ان سے ہمدردی کرو قطع نظر اس کے کہ وہ کون ہے۔ ہر ایک سے چاہے وہ مسلمان ہے، غیر مسلم ہے، اپنا ہے، غیر ہے۔ "خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے۔ خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔" ایسے کام وہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی کی نگاہ اس پر پڑے۔ فرمایا "ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں" جن میں یہ سب باتیں جمع ہو جاتی ہیں "وہی اصل متقی ہوتے ہیں۔ یعنی اگر ایک خُلق کسی میں فرداً فرداً ہو تو اسے متقی نہ کہیں گے"۔ یہ سارے تمام اخلاق جو اچھے اخلاق ہیں وہ جب جمع ہو جائیں گے تو پھر متقی ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک نیکی کرلی۔ چندہ دے دیا، نیکی ہوگئی۔ نماز پڑھ لی، نیکی ہوگئی۔ نہیں۔ چندے بھی، نمازیں بھی، لوگوں کی خدمت بھی، لوگوں سے ہمدردی بھی، اچھے اخلاق بھی، اچھی بات بھی، یہ ہے متقی کی نشانی۔ فرمایا "جب تک بحیثیت مجموعی اخلاق فاضلہ اس میں نہ ہوں (متقی نہیں ہوسکتا)"۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 400۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ ہماری ذمہ داریاں بڑھ رہی ہیں۔ اس مسجد کا حق ادا کرنے کے لئے ایک بڑا انقلاب ہمیں اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا۔

پھر قیام نماز کی طرف توجہ دلائی ہے اور قیام نماز پانچ وقت نماز باجماعت ہے۔ پس اس مسجد کی خوبصورتی بھی نمازیوں کی تعداد پر ہے۔ ایسے نمازیوں کی تعداد پر جو خالص ہو کر خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہتے ہیں یا کرنے والے ہیں۔ پھر زکوٰۃ کی طرف توجہ دلا کر غریبوں کے حقوق کی طرف بھی توجہ دلا دی۔ ایک حقیقی مومن جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ نمازوں کے قیام اور عبادتوں کی طرف توجہ دینے کے ساتھ لازماً اپنے مال کو پاک کرنے کی بھی فکر کرے گا اور مال پاک کرنے کا بہترین ذریعہ اپنے مال کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے خرچ کرنا ہے اور مالی قربانی کا جو صحیح ادراک ہے وہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ احمدی کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ جہاں زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلائی ہے، اپنے مال خرچ کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور زکوٰۃ کو مخصوص کرکے بھی توجہ دلائی ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جماعت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں دی جاتی اور یہ اسلام کا بنیادی حکم ہے اور اس کو چھوڑ کر چندوں پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ جبکہ یہ خیال غلط ہے۔ زکوٰۃ جس پر فرض ہے اس کو توجہ دلائی جاتی ہے اور بار بار دلائی جاتی ہے۔ مَیں کئی خطبات میں گزشتہ کئی سالوں سے اس پر بڑی تفصیل سے بعض موقعوں پر روشنی ڈال چکا ہوں اور پھر یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ہم توجہ نہ دلائیں جبکہ زکوٰۃ کا تو خلافت کے نظام کے ساتھ بھی ایک لحاظ سے بڑا گہرا تعلق ہے کہ آیت استخلاف ہے جس میں خلافت کے نظام کی ہدایت اور پیشگوئی فرمائی گئی ہے، اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قیام نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اگر دوسرے چندوں اور تحریکات کے بارے میں کہا جاتا ہے تو جیسا کہ میں نے کہا کہ زکوٰۃ ہر ایک پر فرض نہیں ہے۔ اس کا ایک نصاب ہے۔ اس کی کچھ شرطیں ہیں۔ اور نہ ہی اس سے تمام اخراجات پورے ہوسکتے ہیں اور جتنے وسیع کام اب جماعت کے دنیا میں ہو رہے ہیں ان کے لئے دوسرے چندوں پر توجہ دینا ضروری ہے۔ اور وصیت اور باقاعدگی کے ساتھ اپنے اوپر فرض کرکے ماہوار جماعتی چندہ دینے کا نظام جو ہے یہ نظام تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائم کردہ ہے۔

بہرحال اس وقت مَیں اس کی تفصیلات میں نہیں جا رہا۔ میں نے اس کا ضمناً ذکر کر دیا۔ جو میں بتانا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ مساجد کی تعمیر کے ساتھ ہماری ذمہ داریاں بڑھتی ہیں اور ان کو ادا کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑ کر بھی یہ توجہ ہوگی، آخرت پر نظر رکھتے ہوئے بھی یہ توجہ ہوگی، اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھا کر اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے بھی جب کوشش کریں گے تو پھر ہی حق ادا ہوگا۔ نمازوں کے قیام کے ذریعہ بھی اور مخلوق کی خدمت کے ذریعہ بھی اس کا حق ادا ہوگا۔ دین کو تمکنت اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہی ملنی تھی اور ملی ہے کیونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی حیثیت سے دنیا میں آئے اور آپ خاتم الخلفاء بھی ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہی اس لئے کہ اسلام کی تعلیم کے حقیقی نمونے قائم ہوں۔ اسلام کی کھوئی ہوئی ساکھ کو دوبارہ قائم کریں اور دنیا کو بتائیں کہ اسلام کی خوبصورتی کیا ہے۔ پس آپ کے آنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ دنیا اسلام کی خوبصورتی دیکھ سکے۔

اور دوسری آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے وہ سورۃ حج کی آیت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ جب تمکنت عطا فرماتا ہے تو وہ جن خصوصیات کے حامل بنتے ہیں ان میں نماز کا قیام بھی ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی بھی ہے۔ نیک باتوں کو پھیلانا بھی ہے اور بری باتوں سے روکنا بھی ہے۔ اس زمانے میں جس کے ذریعہ دنیا میں تمکنت ملنی تھی جیسا کہ مَیں نے کہا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ملنی تھی۔ خلافت کا نظام آپ کے ذریعہ سے ہی اس زمانے میں جاری ہونا تھا اور ہوا ہے اور آج تمام دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس میں خلافت کا وہ نظام جاری ہے جو صحیح اسلامی تعلیم کا پرچار کر رہا ہے، اسے پھیلا رہا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلا رہا ہے۔ جو عبادتوں کے قیام کے لئے مسجدیں بنا رہا ہے نہ کہ فتنہ و فساد کی جگہیں۔ اور یہ چیزیں تمکنت کا باعث ہیں یعنی اسلام کی تعلیم کو پھیلا کر جو عزت اور وقار اور طاقت پیدا کر رہی ہیں یا ان سے اسلام کو عزت وقار اور طاقت مل رہی ہے۔

پس ہر احمدی کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس طرف سوچے، اس مقصد کو سمجھے اور اس کے لئے اپنے عہدوں کو پورا کرتے ہوئے اپنی سوچوں کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی ہر وقت کوشش کرتے رہیں۔ اس آیت کی روشنی میں اس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں کہ خدا تعالیٰ کے سچے بندے اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ سے مدد ملتی ہے۔ پھر اگر انسان سچا ہے، صحیح مومن ہے، جب وہ اللہ تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مدد ملتی ہے۔ وہ اپنی تمام طاقتیں اور صلاحیتیں انسانیت کی بھلائی کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ یہ سچے بندوں، مومنوں کی نشانی ہے اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے حق بھی ادا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والے اور ایمان میں بڑھنے والے ہوتے ہیں۔ تقویٰ سے زندگی بسر کرنے والے ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی نیکی کی تلقین کرتے ہیں اور برائیوں سے روکنے والے ہیں۔

اللہ کرے کہ ہم ان باتوں کو سمجھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں۔ آپس کی محبت میں بھی بڑھنے والے ہوں۔ مسجد کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں اور تبلیغ کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں۔ صرف مالی قربانی کا وقتی جوش ہی ہم میں نہ ہو بلکہ روحانی ترقی کے مستقل جوش کو اپنی حالتوں میں طاری کرنے والے اور جاری کرنے والے ہوں تاکہ اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے ساتھ جو ہم نے عہد بیعت کیا ہے اسے پورا کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

۞......''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ مہدی جو آنے والا ہے............**وہ میرے خُلق پر ہوگا**۔اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی مطلب تھا کہ **وہ میرا مظہر ہوگا۔**'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 521۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

۞......''یوں سمجھ لو کہ **مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا**''۔(ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 213)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات بابرکات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلقِ عظیم کا کامل انعکاس

(ملک سعید احمد رشید۔مربی سلسلہ)

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا: اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۔(القلم:5) یقیناً تُو بہت بڑے خلق پر فائز ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''اخلاقی حالت ایک ایسی **کرامت** ہے جس پر کوئی انگلی نہیں رکھ سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا اور **قوی اعجاز اخلاق ہی کا** دیا گیا جیسے فرمایا: اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم:5) یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک قسم کے خوارقِ قوتِ ثبوت میں جملہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے بجائے خود بڑھے ہوئے ہیں مگر **آپ کے اخلاقی اعجاز کا نمبر ان سب سے اوّل** ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ نہیں بتلا سکتی اور نہ پیش کر سکے گی۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 89۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا: ''سب سے اکمل نمونہ اور نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو جمیع اخلاق میں کامل تھے۔اسی لئے آپؐ کی شان میں فرمایا: اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ (القلم:5)''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 84۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

خلق عظیم کی یہ صفت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر کامل بروز اور ظلِ کامل، ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں بھی پائی جاتی تھی بلکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بھی تھی کہ آنے والا مسیح ومہدی میرے خلق پر ہوگا۔حضرت مسیح موعودؑ اس پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ مہدی جو آنے والا ہے اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام اور اس کی ماں کا نام میری ماں کا نام ہوگا اور **وہ میرے خُلق پر** ہوگا۔اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی مطلب تھا کہ **وہ میرا مظہر ہوگا۔**''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 521۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق ان تمام اخلاق وصفات کا مسیح موعودؑ میں پایا جانا ضروری تھا جو آنحضرتؐ کی ذاتِ بابرکات میں بدرجہ اتم موجود تھے اور ہر خُلق اپنے کمال کو پہنچا ہوا تھا جس کی گواہی خود خدا تعالیٰ نے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ میں دی۔اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس حقیقت کو آشکار کرنے کے لئے فرمایا: ''کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریمؐ میں اُن سے بڑھ کر موجود تھے۔اور اب **وہ سارے کمالات حضرت رسولِ کریمؐ سے ظلی پر ہم کو عطا کئے گئے** ...... پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریمؐ کی خاص خاص صفات میں اور **اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریمؐ کے ظل ہیں۔**''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 201۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں: ''جب کہ مَیں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں **تمام کمالات محمدیؐ** مع نبوت محمدیّہؐ کے **میرے آئینہ ظلّیت** میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا...... یوں سمجھ لو کہ **مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہم رنگ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا**............اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رُو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوگا اور اسی کی روح کا روپ ہوگا۔''

(ایک غلطی کا ازالہ۔روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 212)

پھر فرمایا: ''مَیں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔''

(نزول المسیح۔روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 381)

فرمایا: ''محمدی مسیح محمدی کمالات کا جامع ہے۔جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام نبیوں کے کمالات یکجا جمع تھے۔اس لئے مسیح موعود جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروزی ظہور ہے ان کمالات کو اپنے اندر رکھتا ہے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 278۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

گویا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور مندرجہ ذیل بزرگان امت کے اقوال کی تصدیق فرمادی اور وہ سچے ثابت ہوئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جو مسلمہ طور پر بارہویں صدی کے مجدد اُمّت ہیں، وہ امام مہدی کے بارہ میں فرماتے ہیں: **حَقٌّ لَہٗ اَنْ یَنْعَکِسَ فِیْہِ اَنْوَارُ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔**

(الخیر الکثیر صفحہ 72 مطبوعہ بجنور از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ)

یعنی (مسیح موعود) امام مہدی کے لئے ضروری ہے کہ وہ نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کے نوروں کا کامل عکس ہو۔یعنی وہ آنحضرتؐ کے خلق عظیم، ودیگر کمالات کا ظِلّ کامل اور بروزِ کامل ہو۔

حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں: ''اِنَّ بَاطِنَہٗ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ''

(شرح فصوص الحکم صفحہ 52-51 مطبعۃ الزاہریہ مصریہ)

شیخ محمد اکرم صابری صاحب لکھتے ہیں۔

''محمد بُود کہ بصورت آدم مبدا ظہور نمود ...... وہم او باشد کہ درآخر بصورت خاتم ظاہر گردد یعنی در خاتم الولایۃ کہ مہدی است نیز روحانیت محمد مصطفیٰ بروز ظہور خواہد کردد ......'' (اقتباس الانوار صفحہ 52 مؤلفہ شیخ محمد اکرم صابری)

ترجمہ: یعنی وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے ......جنہوں نے آدمؑ کی صورت میں ابتداء میں ظہور فرمایا ......اور محمد مصطفیٰ ہی ہوں گے جو آخری زمانہ میں خاتم الولایت (جو کہ امام مہدی ہیں) کی شکل میں ظاہر ہوں گے۔یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بروز اور ظہور کرے گی۔

مولانا محمد سبطین صاحب نے امام مہدی کے بارہ میں یوں نقشہ کھینچا۔

''مہدی نفس رسول ومظہر اوصافِ رسول و نائب خاص رسولؐ اور آئینہ کمالات رسول ہے اور ظہور انوار محمدیؐ و **اوصاف وکمالات محمدیؐ** اس جناب پر موقوف ہیں۔ پس چاہئے کہ وہ ہم شکل......وجزو نوری **محمدی خلق اور سیرۃ میں بھی مثل محمد ہو۔** بلکہ ایسا ہونا ضروری ولازمی ہے۔''

(الصراط السوی فی احوال المھدی۔صفحہ 405 از مولانا محمد سبطین صاحب)

قاری محمد طیب صاحب فرماتے ہیں:

''حضرت عیسوی کو بارگاہ محمدی سے خُلقًا وَ خَلقًا رُتبًا وَ مَقَامًا ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں میں یا باپ بیٹوں میں ہونی چاہئے۔''

(تعلیمات اسلام اور مسیح اقوام۔صفحہ 129 از قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند)

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور ان واضح اقوال بزرگان سلف کی روشنی میں مسیح موعود علیہ السلام اور امام مہدی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات، اوصاف اور اخلاق پائے جائیں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ ۔ایک عظیم نورانی وجود

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''اسلام میں ہزاروں ہوئے ہیں کہ لوگوں نے صرف ان کے نور سے ان کو شناخت کیا ہے۔ان کو مکاروں کی طرح بھگوے کپڑے یا لمبے چوغے اور خاص خاص متمیز کرنے والے لباس کی ضرورت نہیں ہے اور نہ خدا کے راستبازوں نے ایسی وردیاں پہنی ہیں۔پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی خاص ایسا لباس نہ تھا جس سے آپ لوگوں میں متمیز ہوسکتے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 619۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اپنے ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے حضورؑ نے فرمایا:

''ایک دفعہ مَیں نے دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے اس میں ایک مجذوب (جس میں محبتِ الٰہی کا جذبہ ہو) میری طرف آرہا ہے تو اس نے یہ شعر پڑھا:

عشق الٰہی وسے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی''

(ولیوں کی یہ نشانی ہے کہ عشق الٰہی منہ پر برس رہا ہوتا ہے۔)

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 288۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے مولا کریم کی طرف سے ''**عظیم الشان نور**'' عطا کیا گیا تھا۔چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

☆ ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اس نے میری طرف نظر کی مجھے قبول کیا......اور **کتنے ہی نور ہیں** جو میرے دل میں ڈالے۔'' (روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 285-284۔ترجمہ از عربی حمامۃ البشریٰ)

☆ ''اِنِّی غُسِلْتُ بِمَآءِ النُّوْرِ''۔ ''مَیں نور کے پانیوں سے غسل دیا گیا ہوں۔''

(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 53 ترجمہ از عربی)

☆ ''مَیں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے **نور کے چشمے میرے اندر** بہہ رہے ہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 276)

☆ پھر فرمایا: ''اس زمانہ میں خدا نے مجھے مامور کیا اور اپنی معرفت کا نور مجھے بخشا۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 494۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

☆ ''خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو ان نوروں سے خاص کیا ہے جو برگزیدہ بندوں کو ملتے ہیں۔'' (فتح اسلام۔روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 14 حاشیہ)

☆ ''مجھ پر اور میرے گھر پر اور گھر کی چار دیواری پر اس نے **اپنے انوار اُتارے** ہیں۔'' (حمامۃ البشریٰ۔روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 324 ترجمہ از عربی)

اس لئے آپ فرماتے ہیں: ''**اس تاریکی کے زمانے کا نور مَیں ہی ہوں۔** جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔''

(مسیح ہندوستان میں۔روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 13)

آپ کی قوّتِ قُدسیہ

اپنے جذب اور کشش کے بارہ میں فرمایا:

''مجھے خدا سے جو میرا پیدا کرنے والا ہے ایک تاثیر دی گئی ہے اور پاک دل میری طرف رجوع کرتے ہیں اور میرا دل اپنی صفات کے ساتھ کشش کر رہا ہے اور میرا بیان پتھروں میں تاثیر پیدا کر دیتا ہے اور مجھے ایک نئی پیدائش ہدایت کی دی گئی۔پس میں ہر ایک بیان دلوں میں نقش کر دیتا ہوں۔''

(ضمیمہ ماہنامہ انصاراللہ ربوہ جولائی 1987ء صفحہ 3 ترجمہ از عربی)

یہی وجہ ہے کہ آپ کی **پُرکشش شخصیت، آپ کا پُرنور چہرۂ مبارک** دیکھتے ہی سعید فطرت روحیں آپ پر دل وجان سے فدا اور قربان ہونے لگتیں۔چنانچہ آپ کے ایک صحابی حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحبؓ اس کی گواہی دیتے ہوئے اپنی پہلی ملاقات کا ذکر کچھ اس طرح فرماتے ہیں:

''حضرت اقدس کی خدمت عالی میں حاضر ہوا۔ چہرۂ مبارک دیکھتے ہی مَیں بیتاب ہوگیا اور دل میں عشق کی آگ بھڑک اٹھی ...... تین دن قادیان میں رہ کر اجازت لے کر واپس آیا۔جب پٹیالہ پہنچا تو دل ایسا بیقرار ہوا کہ پھر قادیان چلا گیا۔

حضرت اقدس نے پوچھا کہ کیوں واپس گئے تھے؟ عرض کیا یا حضرت حضور سے جدا ہونے کو دل نہیں چاہتا۔ مسکرا کر فرمایا ''اچھا اور رہو۔''

(الفضل انٹرنیشنل 12 دسمبر 2003ء صفحہ 12)

آپ کے جانشین اور پہلے خلیفہ حضرت الحاج مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ اپنی پہلی ملاقات اور دلی کیفیت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

''آپ اس وقت سیڑھیوں سے اُترے تو میں نے دیکھتے ہی دل میں کہا یہی مرزا ہے اور اس پر میں سارا ہی قربان ہوجاؤں۔'' (حیات نور صفحہ 116 جدید ایڈیشن)

پھر اپنے ایک خط میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں لکھا:

''میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں...... اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں...... میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے......سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔'' (فتح اسلام۔روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 35 تا 37)

حضرت منشی اروڑے خاں صاحب کی مسٹر والٹر سے ملاقات کا دردانگیز منظر

اوائل جنوری 1916ء کا واقعہ ہے کہ ایک یورپین مسٹر والٹر (سیکرٹری کرسچن ینگ مین ایسوسی ایشن) تحریک احمدیت سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے قادیان آئے۔ دوران قیام مسٹر والٹر حضرت منشی اروڑے خاں صاحب تحصیلدار کپورتھلہ سے بھی ملے اور آپ سے رسمی گفتگو کے بعد دریافت کیا کہ آپ پر مرزا صاحب کی صداقت میں سب سے زیادہ کس دلیل نے اثر کیا؟ حضرت منشی صاحب نے جواب دیا: ''میں زیادہ پڑھا لکھا آدمی نہیں اور زیادہ علمی دلیلیں نہیں جانتا مگر مجھ پر جس بات نے زیادہ اثر کیا وہ حضرت صاحب کی ذات تھی۔ جس سے زیادہ **سچا** اور زیادہ **دیانت دار** اور **خدا پر زیادہ ایمان** رکھنے والا شخص مَیں نے نہیں دیکھا۔ انہیں دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ باقی میں تو ان کے منہ کا بھوکا ہوں مجھے زیادہ دلیلوں کا علم نہیں۔'' یہ کہہ کر حضرت منشی صاحب پر رقّت کی ناقابل بیان اور دردناک کیفیت طاری ہوگئی اور آپ حضرت مسیح موعودؑ کی یاد میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور گریہ وزاری سے آپ کی ہچکی بندھ گئی۔

(الفضل 9 ستمبر 1941ء صفحہ 4-5 مضمون حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساویؓ مہاجر قادیان فرماتے ہیں: ''ہم جب حضور کے روئے انور کو دیکھتے تو ہم کو ایسا معلوم ہوتا کہ ہم جنت میں ہیں۔ آپ کے چہرۂ منور کو دیکھ کر ہم کو کوئی غم باقی نہ رہتا۔ نہ ہماری آنکھیں حضور کے چہرۂ منور کو دیکھ کر اکتاتی تھیں۔ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے سے دل میں خشیت اللہ پیدا ہوتی تھی اور دل محبت الٰہی سے سرشار ہو جاتا تھا اور اگر کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا کہ ہماری آنکھیں اس چہرۂ منور کو دیکھنے سے محروم ہو جاتی تھیں تو ہمارے اندر ایک شدید کرب و بے چینی پیدا ہو جاتی تھی۔'' (الحکم 7 دسمبر 1940ء صفحہ 4)

ایک آفتاب۔ جس کے جلوہ کی تاب عارفوں کو نہ تھی

☆ حضرت چوہدری غلام محمد خان صاحبؓ گرداور قانونگو پھگلانہ ضلع ہوشیار پور (والد ماجد ڈاکٹر غلام اللہ خاں ''تمغہ قائداعظم'') 1893ء میں مبایعین کے پاک زمرہ میں شامل ہوئے۔ آپ کا بیان ہے:

''رسالہ الوصیت'' شائع ہونے کے جلد بعد میں ایک دفعہ حضرت اقدس کی خدمت میں گیا۔ یہ 1906ء کی بات ہے۔ حضور پرنور نماز ظہر پڑھ کر مسجد مبارک میں ہی لیٹ گئے۔ دوسرے خدام کے ہمراہ یہ عاجز بھی حضور کا جسم مبارک دبانے لگا۔ حضور کی آنکھیں اتنی روشن تھیں جیسے سورج۔ ان کے سامنے ہماری آنکھیں نہیں کھل سکتی تھیں۔ اسی طرح چہرہ مبارک پر نظر نہ ٹکتی تھی۔ مَیں نے کئی بار حضور پرنور کو غور سے دیکھنے کی کوشش کی مگر آنکھیں دیکھنے کی تاب نہ لاسکیں۔ پیرانہ سالی کے باوجود چہرے پر اتنی رونق تھی کہ بچے اور جوان کے چہرے پر بھی نہیں ہو سکتی۔''

(حضرت چوہدری غلام محمد خاں صفحہ 13 مولفہ جناب ڈاکٹر غلام اللہ خاں مرحوم اشاعت مارچ 1986ء 6۔ای ماڈل ٹاؤن لاہور نمبر 14)

یہ نورانی شخص

☆ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ ایڈیٹر ''بدر'' 1909ء کے آغاز میں دورہ کرتے ہوئے ضلع امرتسر کے گاؤں مدّ پہنچے تو انہیں ایک بزرگ محمد یعقوب صاحب نے ایک نہایت دلچسپ اور عجیب واقعہ سنایا جو آپ ہی کے قلم سے ہدیۂ قارئین ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

''وہ سلسلہ کے سخت مخالف تھے...... اتفاق سے ان کا بھائی بیمار ہو کر علاج کے واسطے قادیان گیا تو وہ بھی اپنی والدہ مکرمہ کے اصرار سے بھائی کی خبر گیری کے واسطے قادیان چلے گئے۔...... کسی مغالطہ کے سبب بڑی مسجد کو غیر احمدیوں کی مسجد سمجھ کر اس میں جا داخل ہوئے۔ وہاں اس وقت حضرت مولوی نورالدین صاحب وعظ فرما رہے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ بھی رونق افروز تھے اب ان کے خیال میں یہ مسجد غیر احمدیوں کی ہے اس واسطے واعظ اور سامعین سب غیر احمدی ہیں۔ حضرت موصوف کا وعظ سن کر بہت خوش ہوئے کہ اس جگہ ایک ایسا لائق اور بااثر واعظ ہے۔ پھر جب حضرت مرزا صاحب کے نورانی چہرے پر نظر پڑی تو کہنے لگے کہ مرزا کی تو لوگ خواہ مخواہ بیعت کرتے ہیں اس میں کیا رکھا ہوگا۔ بیعت کرنے کے لائق تو **یہ نورانی شخص** نظر آتا ہے۔ مَیں تو اگر بیعت کروں گا تو اس شخص کی کروں گا۔ اتنے میں ان کے بھائی صاحب جو احمدی ہیں وہ بھی آ گئے۔ ان کو تعجب ہوا کہ یہ غیر احمدیوں کی مسجد میں کیوں آ گئے مگر بے اختیار ان سے بھی ذکر کیا کہ دیکھو بیعت کے لائق یہ شخص ہے۔ بھائی نے سمجھا کہ ان کو غلطی لگی ہے مگر جان بوجھ کر وہ خاموش ہو رہے کہ اچھا میاں تم اسی کی بیعت کر لو۔ قادیان میں تو اس بہانے سے آتے رہو گے تو باہم ملاقات بھی ہو جائے گی۔ الغرض اس طرح برادر محمد یعقوب صاحب نے حضرت کو پہچانا۔''

(اخبار بدر 7و15/ اپریل 1909ء صفحہ 1)

ساتویں مثال ڈاکٹر بشارت احمد کی ہے آپ تحریر فرماتے ہیں: ''حضرت مرزا صاحب اندر سے تشریف لائے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ **ایک نور کا جھمکڑا** سامنے آ گیا ہے۔'' (الفضل 18/ مارچ 1999ء)

سرتاپا نور کے پتلے

☆ مولانا حسن علی صاحب مونگھیرویؓ جو برصغیر کے نامور بزرگوں میں شامل تھے۔ حضرت مولانا صاحب اپنے پہلے سفر قادیان (2 جنوری 1894ء) کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''1887ء میں جب مرزا صاحب کو دیکھا تھا وہ نہ تھے آواز و نقشہ تو وہی تھا لیکن کُل بات ہی بدلی ہوئی تھی۔ **اللہ اللہ سر سے پا تک ایک نور کے پتلے** نظر آتے تھے۔ جو لوگ مخلص ہوتے ہیں اور اخیر رات کو اٹھ کر اللہ کی یاد میں رویا دھویا کرتے ہیں ان کے چہروں کو بھی اللہ اپنے نور سے رنگ دیتا ہے اور جن کو کچھ بھی بصیرت ہے وہ اس نور کو پرکھ لیتے ہیں لیکن حضرت مرزا صاحب کو تو اللہ تعالیٰ نے سر سے پاؤں تک محبوبیت کا لباس اپنے ہاتھوں سے پہنایا تھا۔''

(''تائید حق'' صفحہ 66 طبع سوم اشاعت 23 دسمبر 1932ء قادیان از الفضل 18 مارچ 1999ء)

☆ سید وزارت حسین صاحب امیر صوبہ بہار اپنی دستی بیعت کی روح پرور کیفیت کا تذکرہ یوں بیان فرماتے ہیں:

''جمعہ مسجد اقصیٰ میں ہوا اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھایا۔ نماز کے بعد حضرت مسیح موعود نے فرمایا اب تمہاری بیعت لی جائے گی۔ میں حضور کے سامنے بیٹھ گیا۔ اگرچہ اس وقت اور لوگ بھی بیعت کرنے والے تھے مگر خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر کہ حضور نے میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیا اور باقی لوگوں کے ہاتھ میرے ہاتھ پر تھے اور کچھ حضرت کے ہاتھ پر۔ بیعت کے وقت میں نے محسوس کیا کہ ایک روشنی حضور کی روح پاک سے نکل کر میرے جسم میں سرایت کر رہی ہے۔

(الحکم 28 جنوری 1938ء صفحہ 4)

حضرت بانی سلسلہ کا نورانی چہرہ۔ ایک ہندو کے تاثرات

☆ حضرت ملک گل محمد صاحب پنشنر ریڈر مرحوم کا بیان ہے کہ 1933ء میں سلانوالی تحصیل سرگودھا میں ایک بھاری اجتماع ہوا۔ فیصلہ کے مطابق آخری خطاب احمدی مقرر کو کرنا تھا۔ ایک گدی نشین کے بھائی اور ان کے زیر اثر لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ تقریر سننے کی ضرورت نہیں۔ سب انسپکٹر پولیس بھی اس شور کو بند نہ کر سکا۔'' ایک شخص ہندو مسمی جوالا سہائے ساکن حضور پور تحصیل بھیرہ کھڑا ہوا اور تمام لوگوں کو زور سے پکار کر کہا کہ مَیں ہندو ہوں۔ ذرا ٹھہر جاؤ اور میری بات سنو۔ اس پر لوگ ٹھہر گئے۔ لالہ جوالا سہائے نے بلند آواز سے کہا دوستو! میں بیمار ہو کر علاج کے لئے مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں قادیان گیا تھا وہ ہمارے شہر بھیرہ کے رہنے والے تھے۔ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب زندہ تھے۔ مَیں نے وہاں ان کے درشن کئے۔ مجھے معلوم نہیں کہ...... تم میں سے کسی نے ان کا درشن کیا ہے یا نہیں مگر مَیں نے درشن کیا تھا۔ **وہ ایسا نورانی اور مہاتما شکل** تھا کہ اس کے درشن کرنے سے تسلی اور شانتی ہو جاتی تھی اور کوئی شخص اس کو جھوٹا نہیں کہہ سکتا تھا۔ یہ الفاظ سن کر مخالف شرمندہ ہوئے۔ ایک ہندو کی اس نہایت اعلیٰ شہادت سے عوام پر بڑا اثر ہوا۔''

(ریویو آف ریلیجنز اردو قادیان مارچ 1943ء صفحہ 40)

☆ اب ایک ایسی مثال اور گواہی پیش کی جاتی ہے جو آپ کے دعویٰ ماموریت سے پہلے اور آپ کی جوانی کی ہے جس میں آپ کو **نورٌ علیٰ نور** انسان کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

☆ جناب مولوی حکیم بابا اللہ بخش صاحب دربان دارالمسیح کی روایت ہے، آپ بیان فرماتے ہیں:

خواجہ عبداللہ صاحب میرے مخلص دوست تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ مجھے نصیحت کی کہ تم کو مولویوں سے ملنے کا ہر وقت خیال رہتا ہے۔ مگر تم کو ان مولویوں کے حال و قال اور حال واعمال کا علم نہیں۔ ان کی حالت یہ ہے کہ اگر کھانا کھو تو بغل میں تھالی ہے۔ پیسے نکالو تو کہہ دو رومال ہے۔ دین کا کام پیش آئے تو محال ہے۔ ایسے مولویوں کو چھوڑو اور قادیان کی طرف منہ موڑو۔ قادیان میں خاندان مغلیہ میں حکیم مرزا غلام مرتضیٰ کے صاحبزادے ہیں جو نوجوان ہیں۔ **ان کا خدا تعالیٰ کی طرف ایسا رجوع ہے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی**۔ ہر مذہب و ملت کی کتب آپ کے پاس ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت میں اکثر مشغول رہتے ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر دیکھیں کہ **کیسے نُورٌ عَلٰی نُور انسان ہیں**۔ ان کے اس فرمانے پر میں فوراً روانہ ہو گیا اور اس پنجابی شعر کا مصداق ہو گیا۔

توت پکے۔ انب لگ رہے۔ اوڈ کوئل چل کول
میوے دار درخت پر تو بہو۔ توں ہُو بول

حضورؑ کی زیارت سے مشرف ہو کر شکر بجالایا۔ مگر حضورؑ نے اس وقت ابھی کوئی دعویٰ نہیں فرمایا تھا۔ خواجہ محمد عبداللہ صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی علامات بیان فرمائی ہیں۔ وہ سب نشان آپ میں پائے جاتے ہیں۔

(ماہنامہ انصاراللہ جنوری 1994ء صفحہ 25-26)

الغرض آپ کی شخصیت ایسی پُر نور، پُر کشش اور خدانما تھی کہ سعید روحیں ایک ہی نظر میں فدا و قربان ہونے اور اپنا سب کچھ اس وجودِ پاک کی خاطر لٹانے کے لئے تیار ہو جاتیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ جماعتی ترقی کا ایک عظیم اور بڑا سبب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات اور شخصیت کو قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اِس وقت تک جو جماعت کی ترقی ہوئی اس کے اسباب مختلف تھے جن میں سے ہم بعض کو اس جگہ اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اوّل ایک بہت بڑا اور نہایت مؤثر سبب خود حضرت مسیح موعودؑ کی ذات تھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے **ایسا مقناطیسی وجود** عطا کیا تھا کہ وہ اپنے ساتھ مناسبت رکھنے والی روح کو فوراً اپنی طرف کھینچ لیتا تھا...... سینکڑوں ہزاروں لوگ ایسے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا چہرہ دیکھ کر بغیر کسی دلیل کے آپ کو مان لیا اور ان کی زبان سے بے اختیار یہ الفاظ نکلے کہ یہ منہ جھوٹوں کا نہیں ہو سکتا۔ سینکڑوں، ہزاروں ایسے ہیں جو چند دن کی صحبت میں رہ کر ہمیشہ کے لئے رام ہو گئے۔ اور پھر انہوں نے آپ کی غلامی کو سب فخروں سے بڑا فخر جانا۔

غرض آپ کی کامیابی کا ایک بڑا سبب آپ کی ذات اور آپ کا اخلاقی اور روحانی اثر تھا...... بعض لوگوں نے آپ کے اس روحانی اثر کو سحر اور جادو کے نام سے تعبیر کیا اور مشہور کیا کہ مرزا صاحب کے پاس کوئی نہ جائے کیونکہ وہ جادو کر دیتے ہیں۔ مگر یہ جادو نہیں تھا بلکہ آپ کی روحانیت کی زبردست کشش تھی جو سعید لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی تھی۔

(سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ جلد اول صفحہ 97-98 نیا ایڈیشن)

آپ کے ایک صحابی اور محبّ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ جنہوں نے نہایت باریک نظر سے 25 سال تک آپ کی شخصیت کا جائزہ لیا۔ آپ کی شخصیت کو یوں بیان کرتے ہیں۔

''آپ میں ایک مقناطیسی جذب تھا۔ ایک عجیب کشش تھی۔ رعب تھا۔ برکت تھی۔ موانست تھی۔ بات میں اثر تھا۔ دعا میں قبولیت تھی۔ خدام پروانہ وار حلقہ باندھ کر آپ کے پاس بیٹھتے تھے اور دلوں سے زنگ خود بخود دھلتا جاتا تھا۔ غرض یہ کہ آپ نے اخلاق کا وہ پہلو دنیا کے سامنے پیش کیا جو معجزانہ تھا۔ سراپا حسن تھے۔ سراسر احسان تھے۔ اور اگر کسی شخص کا مثیل آپ کو کہا جا سکتا ہے تو وہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے وبس۔''

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 597 جدید ایڈیشن)

(باقی آئندہ)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ رپورٹ دورۂ ڈنمارک از صفحہ نمبر 20

میں دریافت فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ پڑھی لکھی لڑکیوں کو اکٹھا کریں، کام کے لئے مختلف طریقے اپنائیں۔ خود مختلف طریقے ایکسپلور کریں اور ان کو جماعت سے منسلک کریں۔

سیکرٹری تبلیغ نے لجنہ کے زیر انتظام اوپن ہاؤس کا ذکر کیا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ کو گائڈ لائن کے لئے جہاد کے بارہ میں میرے کئی مضمون مل جائیں گے۔ ابھی جو میں نے حال ہی میں یوکے کی ’’پیس کانفرنس‘‘ میں ایڈریس کیا تھا Current Issues آپ کو اسی میں مل جائیں گے۔ میں نے اس میں کئی پروفیسرز، رائٹرز وغیرہ کے ریفرنس کوٹ (Quote) کئے تھے۔

سیکرٹری تعلیم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ نصاب پر عمل کروانے کے لئے کیا کام ہوا ہے۔ 239 لجنات میں سے اگر 116 یا 117 تک نصاب پہنچا دیں تو بڑی کامیابی ہے۔ جس پر سیکرٹری تعلیم نے بتایا کہ وہ تمام لجنات کو ای میل پر نصاب بھجواتی ہیں۔ اس پر **حضور انور نے فرمایا** کہ آپ کو اس کی فیڈ بیک آنی چاہئے کہ پڑھا ہے یا نہیں۔ آپ کو ہر ایک سے رپورٹ لینی چاہئے صرف بھجوا دینا کافی نہیں۔ جب تک آپ کا لجنہ کی ممبرات سے، ہر ایک سے ذاتی طور پر رابطہ اور تعلق نہیں ہوگا ان کو یہ پتہ نہیں ہوگا کہ یہ ہماری عہدیدار ہے، یہ ہماری نمائندہ ہے۔ اگر یہ احساس ہو جائے کہ آپ ہر ایک کی ہمدرد ہیں تو پھر رابطہ بڑھ جائے گا۔

حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ بنیادی بات یہ ہے کہ **ہر ایک کو ’’کشتی نوح‘‘ پڑھنی چاہئے۔ اس کا ڈینش ترجمہ کر کے سب کو دیں۔**

حضور انور نے فرمایا کہ شعبہ تعلیم اور تربیت کا کام ہے کہ لڑکیوں کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے بارہ میں بتائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مسیح و مہدی کے ساتھ نبوّت کا دعویٰ بھی ہے۔ زیر تبلیغ لڑکیوں کو بتائیں کہ کس قسم کی نبوّت کا دعویٰ ہے۔

حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ اپنے ملک کی ضروریات کے مطابق نصاب تیار کریں اور دیکھیں کہ کن چیزوں کی ضرورت ہے۔ تاریخ اسلام اور احمدیت کی بنیادی تعلیم دیں۔ اس کے علاوہ **حضرت امّاں جانؓ کی کتاب کا ڈینش ترجمہ کروائیں۔** اس کے مطالعہ سے لڑکیوں کو پتہ چل جائے گا کہ گھروں میں کس طرح رہنا ہے۔ شادیوں کو کس طرح قائم رکھنا ہے۔ بچوں کی تربیت کس طرح کرنی ہے اور صبر و برداشت کتنی ہونی چاہئے۔

شعبہ وقف نو کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ وقف نو کا سلیبس جماعتی طور پر ہوگا۔ معاونہ صدر بنا کر لڑکیوں کے اجلاسات کروائے جائیں۔ اب تو 21 سال تک کا سلیبس آ گیا ہے۔ مائیں بھی اسے پڑھیں۔ معاونہ صدر اپنے اجلاسات کا انتظام لجنہ سیکرٹری کے ذریعہ کرے گی۔ لڑکیاں، لڑکوں میں نہیں بیٹھیں گی۔

میٹنگ کے آخر پر صدر لجنہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مسجد میں لجنہ کے لئے جگہ کی کمی کا اظہار کیا جس پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ آپ لکھ کر دیں اور فرمایا کہ صدر لجنہ مجھے ڈائریکٹ اپنی رپورٹ بھجوائیں۔

حضور انور نے فرمایا: ذیلی تنظیمیں اس لئے بنائی گئی ہیں کہ جماعت کا پہیہ چلتا رہے اور ترقی ہوتی رہے۔ چاروں پہیے چلتے رہیں گے تو ترقی رہے گی۔ اگر چاروں شعبے جماعتی نظام کے ساتھ، لجنہ بھی، انصار بھی اور خدام بھی مستعد (Active) ہو جائیں تو ترقی بہت بڑھ جاتی ہے۔

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ ڈنمارک کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ میٹنگ ساڑھے سات بجے تک جاری رہی۔

نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ ڈنمارک کے ساتھ میٹنگ

بعد ازاں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لائبریری ہال میں تشریف لے آئے جہاں نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ ڈنمارک کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

حضور انور نے قائد عمومی سے مجالس کی تعداد کے حوالہ سے رپورٹ طلب فرمائی جس پر قائد عمومی نے بتایا کہ انصار اللہ کی صرف ایک مجلس ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ لجنہ کی تو چھ مجالس ہیں اور آپ کی صرف ایک مجلس ہے۔ اتنی سُستی کیوں ہے؟

حضور انور کے دریافت فرمانے پر تجنید کے بارہ میں بتایا گیا کہ 81 ہے۔ اس پر **حضور انور نے فرمایا** کہ ان 81 انصار کو کس طرح سنبھالتے ہیں۔ کوئی زعیم نہیں ہے؟ آپ کس طرح انصار سے رابطے رکھتے ہیں۔ ان کے چھوٹے یونٹ (unit) بنائیں تا کہ یہ صحیح طور پر سنبھالے جائیں اور ہر ایک سے رابطہ رہے۔ آپ کا نظام وہ ہے جو آپ کے دستور اساسی میں ہے۔ آپ نے اس پر عمل کرتے ہوئے اپنے حلقے اور مجالس بنانی ہیں اور اس کے مطابق چلنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: انصار میں آپ کی عاملہ کے ممبرز ہیں۔ بعض کی داڑھیاں نہیں ہیں۔ چھوٹی چھوٹی داڑھیاں رکھ لیں۔

حضور انور نے فرمایا: جو پرانے احمدی یہاں آ کر آباد ہوئے انہوں نے اپنی تعداد بڑھانے کے لئے کام نہیں کیا۔ دوسرے غیر احمدی مسلمانوں نے ہزار ہا کی تعداد میں اپنے لوگ بڑھائے اور اب ان کی تعداد دو لاکھ ہے اور آپ لوگ پانچصد تک محدود رہ گئے۔ پرانے لوگ کام کرتے اور احمدیوں کو اس ملک میں لے کر آتے تو آج آپ کی بڑی تعداد ہوتی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ چالیس سال کی عمر تک خدام بہت اچھا کام کرتے ہیں۔ جب انصار میں داخل ہوتے ہیں تو پتہ نہیں کیا ہو جاتا ہے کہ سست ہو جاتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: اپنے آپ کو فعّال رکھیں۔

رپورٹس بھجوانے کے حوالہ سے **حضور انور نے فرمایا کہ ذیلی تنظیموں کی رپورٹس مجھے براہ راست آنی چاہئیں۔** ذیلی تنظیمیں اپنے کام میں اور رپورٹس بھجوانے میں آزاد ہیں۔ **آپ کی رپورٹ پر امیر جماعت کے دستخط کی ضرورت نہیں ہے۔**

حضور انور نے فرمایا: آپ سب بحیثیت فرد جماعت امیر کے ماتحت ہیں اور بحیثیت مجلس انصار اللہ آپ کی تنظیم آزاد ہے۔ بحیثیت فرد جماعت امیر آپ کو جو کام دے، جو حکم دے تو وہ کریں۔ اور اگر بحیثیت انصار اللہ کی تنظیم کے آپ کو امیر کوئی حکم دیتا ہے تو اس صورت میں مجلس انصار اللہ کا جو اپنا پروگرام طے ہے اس کے مطابق چلیں۔ اگر جماعتی پروگرام اور ذیلی تنظیم کے پروگرام میں ٹکراؤ ہو رہا ہو تو پھر جماعتی پروگرام کو اوّلیت ہوگی۔ ذیلی تنظیم کسی دوسرے وقت میں کر سکتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن میں انصار اللہ کا باقاعدہ شعبہ ہے۔ آپ مجھے براہ راست اپنی رپورٹ بھجوایا کریں۔

قائد تربیت نو مبائعین نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ دو تین نو مبائع ہیں۔ فرمایا: گزشتہ دو تین سالوں کے کتنے ہیں اور بھی نو مبائعین بنائیں۔

قائد وقف عارضی و تعلیم القرآن کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی عاملہ والے وقف عارضی کریں۔ دوسرے کو وقف عارضی کی ترغیب دیں۔ بعض لوگ ریٹائر ہو چکے ہیں۔ ان کی صحت ٹھیک ہے، وہ وقف کر سکتے ہیں۔ یہ وقف کریں اور تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دیں، تبلیغ کی طرف توجہ دیں۔ وقف عارضی پہلے اپنی عاملہ سے شروع کریں۔

حضور انور نے قائد وقف عارضی کو فرمایا: آپ خود سب سے پہلے اپنے آپ سے وقف عارضی شروع کریں۔

تعلیم القرآن کے حوالہ سے بتایا گیا کہ باقاعدہ مسجد میں قرآن کریم کی کلاس ہوتی ہے اور اس میں دس انصار شامل ہوتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ 81 میں سے صرف 10 شامل ہوتے ہیں یہ تعداد تو بہت تھوڑی ہے۔ اس تعداد کو بڑھائیں۔

قائد تربیت کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: آپ باقاعدہ پروگرام بنائیں اور ایسا پروگرام بنائیں کہ گھروں میں عورتوں اور بچوں کی تربیت کا پروگرام بھی شروع ہو جائے۔ آپ نرمی کے ساتھ اس بات کی نگرانی کریں کہ باقاعدگی سے نمازیں پڑھی جا رہی ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت ہو رہی ہے۔ MTA سے تعلق ہے یا نہیں۔ یہ آپ کے علم میں ہونا چاہئے کہ کتنے ہیں جو MTA سے منسلک ہیں اور باقاعدہ MTA دیکھتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اگر آپ سب کو MTA سے منسلک کر دیں تو آپ ان کو درس بھی سنوا سکتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے درس MTA پر آ رہے ہیں۔ میرے خطبات ہیں۔ تقاریر ہیں، ایڈریسز ہیں وہ سنیں۔ آپ کا کام ہے سب کو منسلک کریں اور پیار سے قریب لائیں۔

حضور انور نے فرمایا: شعبہ تربیت والے اپنا پروگرام بنا کر مجھے بھجوائیں اور یہ بھی بتائیں کہ اس پر کس طرح عمل کریں گے۔ اسی طرح باقی سارے قائدین بھی اپنا پروگرام بنا کر بھجوائیں۔

قائد تعلیم نے بتایا کہ ایک رسالہ کے لئے مواد تیار کر رہے ہیں۔ مواد تیار کر کے قائد اشاعت کے سپرد کرنا ہے تا کہ وہ رسالہ شائع کر سکیں۔ یہ پہلا رسالہ ہے جو ہم شائع کر رہے ہیں۔ اس کی اجازت اور نام کے لئے ہم نے درخواست دی ہوئی ہے۔

اس پر **حضور انور نے فرمایا:** اب شروع کریں اور رسالہ نکالیں۔ اس میں قرآن کریم کی ایک آیت ہو، ترجمہ اور مختصر تفسیر ہو، پھر کوئی حدیث ہو، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس ہو، میرے خطبات ہیں ان میں سے مضامین انتخاب کر لیں۔ پھر بعض تربیتی مضامین آرٹیکل آپ کو مل جائیں گے۔ کتنا نکالنا ہے اور کتنے صفحات کا نکالنا ہے؟ اس پر قائد اشاعت نے بتایا کہ رسالہ سہ ماہی ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: تین ماہ بعد نکالنا ہے تو نکالیں۔ اب ترتیبوں سے آگے بڑھیں۔ اپنے رسالہ میں ڈینش زبان میں بھی مضامین شامل کریں۔ قرآن کریم کی آیت، اس کا ترجمہ اور مختصر تفسیر، حدیث، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس اور میرے خطبات کا خلاصہ یہ ڈینش زبان میں بھی شامل ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: رسالہ کا نام ’’انصار دین‘‘ رکھ لیں۔ A4 سائز کا رکھ لیں اور سولہ صفحے بنا لیں۔

قائد تعلیم نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارا پروگرام ہے کہ کتاب پیغام صلح پر سیمینار کا انعقاد کریں۔ یہ کتاب ہم نے سب انصار کو دی ہوئی ہے کہ اس کا مطالعہ کریں پھر ہم اکٹھے ہو کر اس کتاب کے مضامین پر بات چیت کریں گے۔

قائد صحت جسمانی کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ بڑوں کو توجہ دلائیں کہ وہ سیر کیا کریں۔ ایسا پروگرام بنائیں کہ مسجد اور جماعتی سینٹرز میں آنا جانا رہے اور جماعت کے لوگ Active رہیں۔

قائد اصلاح و ارشاد کا عہدہ بھی عاملہ میں موجود تھا۔ **حضور انور نے فرمایا:** انصار اللہ میں قائد اصلاح و ارشاد نہیں ہوتا بلکہ قائد تبلیغ ہوتا ہے۔ اس لئے قائد تبلیغ رکھیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ تبلیغ کے لئے اگر زبان کا مسئلہ ہے تو پھر اپنی ٹیم بنائیں جن سے بات ہو، رابطہ قائم ہو ان کو اپنا رابطہ نمبر دے دیں، مشن کا ایڈریس دے دیں، فون نمبر دے دیں۔

قائد تبلیغ نے بتایا کہ ہم پمفلٹس، لیف لیٹس تقسیم کر رہے ہیں۔ انصار اللہ اس پروگرام میں حصّہ لے رہے ہیں۔

قائد ایثار سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ نے کیا پروگرام بنایا ہے؟ کیا منصوبہ بنایا ہے؟ حضور انور نے فرمایا: اپنے لائحہ عمل کے مطابق پروگرام بنائیں۔

صف دوم کے نائب صدر نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ابھی تک کوئی معین پروگرام نہیں بنایا۔ صدر مجلس رخصت پر گئے تھے جس کی وجہ سے پروگرام نہیں بن سکا۔ **اس پر حضور انور نے فرمایا** کیا صدر صاحب کے رخصت پر جانے سے پروگرام ختم ہو جاتے ہیں؟ جماعت کی ترقی کسی فرد سے وابستہ نہیں ہے۔ آپ کو اپنا پروگرام بنانا چاہئے۔ اپنے پروگرام بنائیں۔

حضور انور نے فرمایا: سپورٹس میں سائیکل چلائیں، ورزش کریں۔

قائد تبلیغ کو حضور انور نے فرمایا: مجھے باقاعدہ اپنی سکیم بنا کر بھیجیں۔ آپ سکیم بنا کر صدر صاحب کو دیں اور صدر صاحب مجھے بھجوائیں۔

تعلیم القرآن کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا: جماعت امریکہ نے Skype کے ذریعہ شروع کیا ہے۔ بچے بچیاں، نوجوان گھروں میں بیٹھ کر قرآن کریم سیکھ رہے ہیں۔ آپ بھی Skype کے ذریعہ قرآن کریم پڑھانے کا جائزہ لے لیں۔ اس طرح گھروں میں بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ اگر پہلے ہی Skype پر یہ پروگرام جاری ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

رپورٹ بھجوانے کے حوالہ سے حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی رپورٹ ایک صفحہ پر آنی چاہئے۔ مجھے Point وائز رپورٹ بھجوائیں بجائے اس کے کہ مضمون کے رنگ میں لمبی رپورٹ لکھی جائے۔

قرآن کریم سیکھنے کے حوالہ سے حضور انور نے مزید ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ ربوہ میں ایسے انصار کو بھی پڑھانا شروع کیا ہے جن کو قرآن کریم پڑھنا نہیں آتا تو اب اس عمر میں ان کی آمین ہو رہی ہیں۔ اس لئے آپ بھی اس کا جائزہ لیں اور پہلے چیک کریں کہ قرآن کریم انصار کو پڑھنا آتا ہے یا نہیں۔ گھروں میں تلاوت کرتے ہیں یا نہیں۔ یہ سب باتیں چیک کریں اور پھر قرآن کریم سکھانے کا پروگرام بنائیں۔

حضور انور نے مجلس عاملہ کے ممبران کا جائزہ لیا کہ

آج کتنوں نے قرآن کریم کی تلاوت کی ہے۔ اس پر چار ممبران نے اپنے ہاتھ کھڑے کئے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا آپ کی عاملہ نے تلاوت نہیں کی تو دوسرے کس طرح کریں گے۔

حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ مجلس عاملہ جو بھی پروگرام بنائے ہمیشہ پہلا مخاطب اپنے آپ کو سمجھیں۔ میرے ہر خطبہ کا پہلا مخاطب اپنے آپ کو سمجھیں۔ اس کے بعد دوسروں سے عمل کروائیں۔ حضور انور نے فرمایا: اصل چیز یہ ہے کہ شوق پیدا کریں۔ شوق پیدا ہوگا تو تب دلچسپی بھی پیدا ہوگی۔

عاملہ کے ایک ممبر نے عرض کیا کہ مجھے تلاوت قرآن کریم کرنے میں مشکل ہے، نظر کی مجبوری ہے۔ میں تلاوت سن کر ساتھ ساتھ پڑھ لیتا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا: یہ بھی ٹھیک ہے۔ اسی طرح جتنی سورتیں آپ کو یاد ہیں وہ زبانی پڑھ لیا کریں۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کا واقعہ لکھا ہے کہ اس نے کہا کہ میرے پاس سب کچھ ہے، ایک چار پائی ہے۔ ایک رضائی ہے، میرا ایک بیٹا ہے ہم دونوں یہ رضائی لے لیتے ہیں۔ کبھی وہ لے لیتا ہے۔ کبھی میں لے لیتی ہوں۔ مجھے صرف قرآن کریم کی ضرورت ہے۔ میری نظر کمزور ہوگئی ہے مجھے موٹے حروف والا قرآن کریم دے دیں تا کہ میں پڑھ لیا کروں۔ حضور انور نے فرمایا یہ شوق ہے دین کا۔ آپ کو یہ شوق پیدا کرنا چاہئے۔

مجلس عاملہ کے ایک ممبر نے عرض کیا کہ آجکل نوجوان نسل تلاوت نہیں کرتی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ کی عاملہ نہیں کرتی۔ بڑے نہیں کرتے تو چھوٹے کس طرح کریں گے۔ آپ لوگوں کی ذمّہ داری ہے کہ گھروں میں نرمی اور پیار سے سمجھائیں۔ گھروں میں ماں باپ، خاوند، بیوی نمازیں پڑھنے والے ہوں گے، تلاوت کرنے والے ہوں گے تو پھر بچے بھی نمازیں پڑھیں گے اور قرآن کریم پڑھیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: اگر گھروں میں نظام کے خلاف باتیں ہو رہی ہوں تو پھر بچوں کی تربیت بگڑے گی۔ یہاں کے پڑھے ہوئے بچے صاف اور سیدھی بات چاہتے ہیں۔ آپ کے جو بچے مسجد سے دور ہو رہے ہیں وہ والدین کی وجہ سے ہو رہے ہیں اور اپنے گھروں کے ماحول کی وجہ سے دور ہو رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اگر والدین عہدیداروں سے شکوہ کی وجہ سے دور ہٹتے ہیں تو بچے دوگنا دور ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو امیر صاحب سے شکوہ ہے یا کسی دوسرے عہدیدار سے شکوہ ہے تو اپنے ذاتی شکووں کو اپنے دین کے اوپر نہ حاوی ہونے دیں۔ اپنے شکوہ کو اپنی ذات تک محدود رکھیں اور آگے نہ پھیلائیں اور نہ اپنے گھروں میں ڈسکس کریں۔ نظام کے خلاف کوئی بات نہ کریں۔ دعا کریں اور اپنی پریشانی کے لئے خدا سے مدد مانگیں۔ خدا تعالیٰ پہلے بھی سنتا تھا۔ اب بھی سنتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگر گھر میں بات کریں گے تو آپ کے بچے اس کا اثر لیں گے اور پھر وہ نظام سے دس قدم دُور ہٹیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: ایک نوجوان ملا تھا۔ جماعت سے دور چلا گیا تھا اور غیر احمدیوں کی طرف مائل تھا۔ غیر احمدی دوستوں کے ساتھ گہری دوستی تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کا ایک گہرا دوست شراب پیتا ہے اور دوسرا داعش میں شامل ہو کر مارا گیا ہے تو اُسے تب یہ احساس ہوا کہ جماعت احمدیہ ہی اصل اور حقیقی مسلمان ہے۔ چنانچہ وہ جماعت کی طرف واپس آیا اور ضائع ہونے سے بچ گیا۔

حضور انور نے فرمایا: آپ اپنے بچوں کے لئے خود بھی دعا کریں اور ان کی تربیت کے لئے کوشش کرتے رہیں۔ ایک رات میں تو یہ خرابیاں دور نہیں ہوتیں۔ صبر اور حوصلے سے کام لینا ہے۔ اسی طرح جو برائیاں پیدا ہوئی ہیں وہ ایک رات میں تو پیدا نہیں ہوئیں۔ لمبا عرصہ لگا ہے۔ آپ کم از کم MTA پر میرے خطبوں سے اپنے بچوں کو منسلک کردیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے درس ہیں، میرے خطبات ہیں۔ نئے اور پرانے خطبات نشر ہوتے ہیں۔ پھر ایڈریسز ہیں، تقاریر ہیں۔ MTA سے تعلق رکھیں گے تو پھر اگر امیر سے یا کسی عہدیدار سے کوئی شکوہ بھی ہو تو تب بھی MTA سے تعلق کی وجہ سے جماعت سے دور نہیں رہیں گے۔ اور ان کی جماعت کے ساتھ تعلق میں کمزوری نہیں ہوگی۔ اگر آپ جماعت سے، خلافت سے دوری کر دیں گے تو پھر یہ بچے ضائع ہو جائیں گے۔ یہ بہت ضروری ہے کہ اپنے گھروں میں اپنے بچوں کو MTA سے وابستہ کریں۔

حضور انور نے فرمایا: اگر آپ سمجھتے ہیں کہ امیر میں یا کسی بھی عہدیدار میں کوئی غلطی ہے یا اس کا رویّہ صحیح نہیں ہے اور بہت سختی سے پیش آتا ہے تو آپ کو دعا کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ اس غلطی کی اصلاح کردے اور اس کے رویہ میں تبدیلی پیدا فرما دے۔ یا اگر ہم کسی جگہ غلط ہیں تو خدا تعالیٰ ہماری اصلاح کردے۔

حضور انور نے فرمایا: شکوے، شکایتوں کو اپنی اگلی نسلوں کی تربیت پر بُرا اثر ڈالنے کی وجہ نہ بنالیں۔ اگر آپ کے نزدیک کوئی بات نظام جماعت کے خلاف ہے تو خلیفہ وقت کو لکھیں۔ ایسا کرنے سے آپ اپنا فرض ادا کر کے بری ہو جاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کے باپ دادوں نے دین کو سنبھال کر رکھا اور نظام جماعت کی بھی حفاظت کی۔ اسی طرح آپ لوگوں نے اپنے دین کی اور نظام کی حفاظت کرنی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: امریکہ، کینیڈا سے انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کی مجالس عاملہ کے اور ملک بھر سے ذیلی تنظیموں کے عہدیداروں کے سو سو کے وفود لندن آتے ہیں۔ دو تین دن یہاں قیام کرتے ہیں۔ ان سے میٹنگز ہوتی ہیں۔ واپس جا کر ان کی کایا پلٹی ہوتی ہے اور ان میں ایک بڑی تبدیلی نظر آتی ہے۔

آپ بھی اپنے عہدیداران کو اور انصار خدام کے وفود کو لندن لایا کریں۔ خدا تعالیٰ نے حفظ مراتب کا جو نظام رکھا ہے وہ اپنے اندر ایک گہرا اثر رکھتا ہے۔ آجکل تو MTA کے پروگرام انٹرنیٹ پر بھی آ رہے ہیں۔ ان کے ساتھ ہی وابستہ کر دیں تو وہ اس سے منسلک رہیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: آپ رات کو اٹھیں اور اپنے بچوں کے لئے دعائیں کریں۔ جب بچہ بیمار ہوتا ہے تو آپ سجدوں میں اس کے لئے تڑپ کر دعائیں کرتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کا بچہ روحانی بیمار ہے تو کیا آپ اپنے سجدوں میں اس کے لئے بیقراری کے ساتھ دعائیں کرتے ہیں؟ اگر آپ کریں گے تو خدا تعالیٰ والدین کی دعائیں اپنے بچوں کے حق میں قبول کرتا ہے۔ اس لئے اپنے بچوں کے لئے دعائیں کیا کریں۔

حضور انور نے فرمایا: اگر کوئی عہدیدار جماعت کے لئے، نظام کے لئے نقصان دہ ہے تو خدا تعالیٰ کا جماعت سے سلوک ہے کہ ایک وقت آتا ہے کہ اس سے جان چھوٹ جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ نظام کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ نے جماعت قائم کی ہے تو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہم سب نے مل کر کوشش کرنی ہے۔ آپ نے بھی، انصار نے بھی، خدام نے بھی اور جماعتی نظام نے بھی۔ سب نے مل کر کام کرنا ہے۔ سب مل کر کام کریں گے تو پھر جماعت تیزی سے ترقی کرے گی۔ اللہ آپ کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کی حضور انور کے ساتھ یہ میٹنگ آٹھ بج کر 25 منٹ تک جاری رہی۔ آخر پر مجلس عاملہ کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

بعد ازاں سوا نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد نصرت جہاں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

8؍مئی 2016ء بروز اتوار

....

صبح سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ’’مسجد نصرت جہاں‘‘ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور اپنے دست مبارک سے ان خطوط اور رپورٹس پر ہدایات سے نوازا۔ اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق صبح گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج صبح کے اس سیشن میں 25 فیملیز کے 94؍افراد نے ملاقات کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ہر فیملی نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ ملاقات کرنے والی یہ فیملیز ڈنمارک کے درج ذیل علاقوں سے آئی تھیں۔

Odense, Copenhagen, Haslev, Albertslund, Amager, Broendby, Hivdovre, North Sealand, Nakskov, اوراسہالے.

علاوہ ازیں ناروے سے آنے والے احباب نے بھی شرف ملاقات حاصل کیا۔

آج ملاقات کرنے والوں میں ڈنمارک کی جماعت ناکسکو (Nakskov) میں مقیم ملک کسووو (Kosovo) کی احمدی فیملیز بھی آئی تھیں۔ ایک مخلص احمدی دوست آدم جوزی صاحب (Adem Xhuzi) ملاقات کے بعد کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ پانچ سال بعد حضور

مسجد محمود (مالمو۔سویڈن) کا مبارک افتتاح

یہ ہے اک محمود مسجد تحفۂ پروردگار
مالمو کا بڑھ گیا ہے جس سے اک عز و وقار

پھوٹتی ہے روشنی اس کے در و دیوار سے
روشنی ایسی کہ بندے کو ملا دے یار سے

گنبد و مینار اس کے ہیں علامت امن کی
اس کے ٹھنڈے سائے بھی ہیں اک ضمانت امن کی

اس مبارک عہد کو حاصل ہے تائید خدا
’’آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا‘‘

مسجدیں تعمیر کرنا اس کا خاصہ خاص ہے
خالقِ ارض و سما سے جس کا ناطہ خاص ہے

جو قیامِ امن اور توحید پر مامور ہے
وہ دلوں کی سلطنت کا بادشاہ مسرور ہے

اے خدا اس بادشاہ کو کر عطا عمرِ خضر
اس کے منصوبوں کو اپنے فضل سے کردے امَر

امن کا ضامن ظفؔر اب مذہبِ اسلام ہے
بے اماں دنیا کو کہہ دو کہ صلائے عام ہے

(مبارک احمد ظفؔر)

انور سے دوبارہ ملاقات کی سعادت ملی۔ حضور سے ملاقات کے بعد یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم میں ایک نیا ایمان پیدا ہو گیا ہے۔ حضور انور سے مل کر، خدا تعالیٰ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت سے محبت میں ایک خاص اضافہ اور ترقی ہوتی محسوس ہوئی ہے۔ ہمارے لئے یہ ملاقات زندگی کا ایک اہم خزانہ ہے اور میں اسے اپنی زندگی کے لئے ایک بڑی سعادت سمجھتا ہوں۔

موصوف نے 1993ء میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی اور اس وقت سے خلافت کے ساتھ اطاعت اور محبت کا تعلق ہے۔

اسی جماعت سے ایک دوست رمضان سنولاری صاحب (Ramadan Sanullari) پونے دوصد کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے ملاقات کے لئے آئے تھے۔ ملاقات کے بعد کہنے لگے کہ حضور انور سے مل کر مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ میں الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔ ہماری زندگی ہی بدل گئی ہے۔ میرا بیٹا Ehad Sanullari چند ماہ قبل حضور انور سے ملاقات کے لئے اطفال الاحمدیہ کے گروپ کے ساتھ لندن گیا تھا اور وہاں حضور انور سے ملاقات کی تھی۔ مجھے اس بات کی بہت خوشی ہوئی کہ حضور انور نے اسے یاد رکھا اور اس بات کا ذکر بھی کیا۔

کسووو کے ایک دوست Muharem Qungiji صاحب اپنی اہلیہ، بیٹی، داماد اور دونواسیوں کے ہمراہ حضور انور سے ملاقات کے لئے آئے تھے۔ ملاقات سے پہلے انہوں نے اس امر کا اظہار کیا کہ جب سے حضور انور ڈنمارک آئے ہیں موسم خوشگوار ہو گیا ہے۔ یہ بھی خلیفہ وقت کی آمد کی برکات میں سے ایک برکت ہے۔

ملاقات کے بعد کہنے لگے کہ خلیفہ وقت کی ملاقات کے لئے تو لوگ سالوں انتظار کرتے ہیں اور بعضوں کو بہت لمبے عرصہ تک ملاقات کا موقع نہیں ملتا۔ میں اور میری فیملی کتنی خوش قسمت ہے کہ ہمیں محض پانچ سال بعد خلیفہ وقت سے ملنے کا موقع اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ ہم اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔ حضور انور نے بڑے پیار سے ہم سے باتیں کیں اور بچوں کو اپنے دستِ مبارک سے قلم بھی عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام سوا ایک بجے تک جاری رہا۔

....

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ ڈنمارک کے ساتھ میٹنگ

بعد ازاں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لائبریری ہال میں تشریف لے آئے جہاں نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

❁......حضور انور نے معتمد سے دریافت فرمایا کہ یہاں خدام الاحمدیہ کی کتنی مجالس ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ خدام کی چار مجالس ہیں اور ان کی طرف سے رپورٹس موصول ہوتی ہیں۔

❁......حضور انور نے مہتمم وقارعمل سے ان کے کام کے حوالہ سے دریافت فرمایا جس پر مہتمم وقارعمل نے بتایا کہ ہم باقاعدہ مسجد کی صفائی کرتے ہیں۔ نئے سال کے آغاز پر شہر کی صفائی کرتے ہیں اور اس مسجد کی تعمیر کے دوران بھی بہت سے وقارعمل کئے گئے ہیں۔

❁......مہتمم خدمت خلق نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس سال ہم نے شہر میں دو دفعہ Food کیمپ لگایا ہے۔ اس کے علاوہ کینسر کے مریض بچوں کی فیملیز کے لئے ایک آرگنائزیشن کے ساتھ مل کر فنڈ ریزنگ کی گئی۔ ''مسلم فار پیس'' کے تحت ہم نے یہ پروگرام کیا تھا اور ایک لاکھ 26 ہزار کرونر کی فنڈ ریزنگ کی تھی۔

❁......محاسب نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارا ابھی تک کا حساب مکمل ہے۔ تمام حساب کا آڈٹ کیا جاتا ہے۔

❁......مہتمم صحت جسمانی سے حضور انور نے رپورٹ طلب فرمائی۔ جس پر مہتمم صحت جسمانی نے بتایا کہ ہم سپورٹس کے لئے ہال لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جس پر حضور انور نے فرمایا جو ہال آپ نے بنایا ہے اس میں ہی سپورٹ کرلیں ورنہ لجنہ کو بنا کر ہی دے دیں، وہی کرلیں۔

❁......مہتمم تربیت سے حضور انور نے ان کے شعبے کے پلان کے بارہ میں دریافت فرمایا جس پر مہتمم تربیت نے بتایا کہ حضور انور کے خطبات کا خلاصہ WhatsApp پر خدام کو بھجوایا جاتا ہے اور گروپس کی صورت میں بھجوایا جاتا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ عاملہ کے ممبران ہی ہیں جو گروپ میں شامل ہیں یا تمام خدام شامل ہیں۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اپنے گروپ میں تمام خدام کو شامل کریں اور سب کو بھجوائیں۔ کم از کم سارے خدام خطبہ تو سُن لیا کریں۔ خطبہ سننے کی عادت ڈالیں۔

حضور انور نے فرمایا: بعض لوگوں کو شکوہ رہتا ہے کہ یہاں کا خطبہ سخت ہوتا ہے اور جھاڑ پڑتی ہے۔ میرے خطبہ میں تو جھاڑ نہیں پڑتی۔ میرا خطبہ سن لیا کرو اور یہاں کا برداشت کرلیا کرو۔

حضور انور نے فرمایا: یہ جائزہ لیں کہ آپ کی عاملہ میں پانچ وقت کے نمازی کتنے ہیں۔ حضور انور نے عاملہ کے ممبران سے دریافت فرمایا کہ آج فجر کی نماز کس کس نے پڑھی ہے؟ اس پر عاملہ کے ممبران نے ہاتھ کھڑے کئے۔ بعض نے عرض کیا کہ ہم اس موقع پر ڈیوٹی پر تھے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا آپ کی نیّت تو باجماعت کی تھی۔ حدیث میں ہے ''انما الاعمال بالنیات'' کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ **پس ہمیشہ خدا کو سامنے رکھ کر سارے کام کیا کریں۔** ایک شخص نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا کہ مجھے بتائیں کہ میں کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور سب کچھ کرو۔ جب خدا تعالیٰ کا خوف ہوجائے تو انسان پھر وہی کرتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: نماز کے قیام اور تلاوت قرآن کریم پر زیادہ زور دیں۔ میں اپنے ہر خطبہ میں اس طرف کچھ نہ کچھ توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد نماز قائم کرنے کا حکم ہے۔ باقی مالی قربانی وغیرہ بعد میں آتی ہے۔ پس نمازوں کی عادت ڈالیں۔ باقاعدہ تلاوت قرآن کریم کریں اور ترجمہ بھی پڑھیں۔ جب تک ترجمہ نہیں آئے گا آپ کو قرآن کریم کے معانی اور احکام کا پتہ نہیں چلے گا۔

حضور انور نے فرمایا: نوجوانوں پر خاص توجہ دیں۔ علم حاصل کریں اور ساتھ اس پر عمل بھی کریں۔ جماعت سے، خلافت سے ہر ایک کو وابستہ ہونا چاہئے۔ اپنی متعلقہ مجالس کے سیکرٹریز کو فعّال کریں اور نوجوانوں کی ٹیمیں بنائیں جو اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو قریب لائیں۔ چاہیں ناراضگیاں ہیں لیکن مسجد سے وابستہ رکھیں، خلافت سے وابستہ کریں۔ اگر آپ یہ کرلیں گے تو آپ کے تربیتی مسائل حل ہوجائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: MTA پر تربیتی پروگرام آتے ہیں، معلوماتی پروگرام آتے ہیں۔ خلیفہ وقت کے پروگرام آتے ہیں۔ میں نے جو اپنے خطبہ میں کہا تھا کہ جو خطبہ سننا چاہے وہ سن سکتا ہے تو یہ اس لئے کہ کہا تھا کہ کم از کم میرا خطبہ ہی سن لیا کریں اور اس طرف لوگوں کی توجہ ہو۔ جو سست ہیں اور پیچھے ہٹے ہوئے ہیں ان کو فعّال کرنا اور قریب لانا صرف ایک آدمی کا کام نہیں۔ اس لئے آپ کو باقاعدہ ٹیمیں بنا کر اور منصوبہ بندی کر کے کام کرنا پڑے گا۔

حضور انور نے فرمایا: ایسا پروگرام بنائیں کہ ان کو کس طرح وابستہ کرنا ہے۔ جو نوجوان کسی عہدیدار کی وجہ سے یا سستی کی وجہ سے یا یہاں دنیاداری کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے پیچھے ہٹ رہے ہیں تو ان کو اپنے قریب لائیں۔ ہر ایک کا اُس کی کمزوری کے مطابق علاج کرنا پڑے گا۔ آپ جو مہتمم تربیت ہیں ڈاکٹر ہیں۔ اپنے مریضوں کی طرح، ان کمزور خدام کے تربیتی معاملہ کا بھی علاج کریں اور ہر ایک کے لئے اس کے حسب حال طریقہ علاج اختیار کریں۔

حضور انور نے مہتمم مال سے خدام کے مالی بجٹ اور چندہ کرنے والے خدام کا تفصیلی جائزہ لیا۔ حضور انور نے فرمایا: آپ کے پاس کمانے والے اور نہ کمانے والے خدام کی لسٹ ہونی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ شعبہ تجنید کا کام ہے کہ فارم فِل کروائیں اور کوائف کے ساتھ خدام کی فہرست مکمل کریں۔ خدام کا نام، ولدیت، عمر، تعلیم، سٹوڈنٹ ہیں یا کام کرتے ہیں، اس طرح سارے کوائف مکمل ہونے چاہئیں۔ شعبہ تجنید کو ان انفارمیشن کے حوالہ سے گراس رُوٹ لیول پر کام کرنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: اگر کوئی خادم چندہ دیتا ہے یا نہیں دیتا، تو وہ آپ کی تجنید میں شامل ہونا چاہئے۔ اگر کوئی بھی شخص اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے اور وہ Active ہے یا نہیں، چندہ دیتا ہے یا نہیں۔ مہینہ میں تیسرا، چوتھا جمعہ پڑھ لیتا ہے یا عید پر آجاتا ہے تو یہ آپ کی تجنید میں شامل ہونا چاہئے۔ باقی پھر شعبہ تربیت کا کام ہے کہ وہ ایسے خدام سے رابطہ کر کے ان کو Active کریں۔

❁......مہتمم مال نے بتایا کہ خدام کا بجٹ 80 ہزار کرونر ہے اور 53 خدام چندہ ادا کرتے ہیں۔ ان کا چندہ مجلس 65 ہزار کرونر ہے۔

اس پر **حضور انور نے فرمایا:** آپ خدام کو بتائیں کہ چندہ ٹیکس نہیں ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ ان کو بتائیں کہ یہ خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ان کو یہ بھی بتائیں کہ اس چندہ کا مصرف کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یوکے میں خدام الاحمدیہ کے اجتماع کے موقع پر کوشش کر کے ایسے خدام کو بھی لایا گیا جو پیچھے ہٹے ہوئے تھے اور بعضوں کو شکوے تھے۔ بعض بالکل چندہ نہیں دیتے تھے اور بعض بہت کم دیتے تھے۔ وہاں سوال و جواب کا پروگرام ہوا۔ جامعہ احمدیہ یوکے کے طلباء نے ان کے سوالات کے جوابات دیئے اور چندہ کی اہمیت بتائی اور اس کا مصرف بتایا۔ ان خدّام نے کھل کر ایسے سوالات کئے جو وہ بڑوں سے کرنے سے ڈرتے تھے مثلاً چندہ کا مصرف کیا ہے۔ یہ کس لئے لیا جاتا ہے، کیا مقاصد ہیں، کہاں خرچ ہوتا ہے؟ تو اس بارہ میں ان کو تفصیل کے ساتھ بتایا گیا اور ان کے ہر سوال کا جواب دے کر ان کی تسلّی کروائی گئی۔ ان کو چندہ کی اہمیت اور خدا تعالیٰ کے حکم کے بارہ میں بتایا گیا۔ بعد میں انہوں نے خود کہا کہ پہلے ہم سمجھتے تھے کہ رقم اکٹھی کرنے کے لئے یہ ایک ذریعہ رکھا ہوا ہے۔ اب ہمیں اصل حقیقت پتہ چل گئی ہے۔ تو ایسے خدّام نے خود رقم نکال کر سیکرٹری مال کو چندہ ادا کیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدام تو چندہ ادا کرتے ہیں۔ قصور اُن عہدیداروں کا ہے جو ان کو کھول کر چندہ کی غرض و غائت، اس کی اہمیت اور اس کا مصرف نہیں بتاتے۔

حضور انور نے فرمایا کہ خصوصاً نوجوانوں کو چندہ کی اہمیت پتہ ہونی چاہئے اور یہ بتایا جائے کہ کہاں خرچ ہوتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مَیں اپنے تحریک جدید اور وقف جدید کے خطبات میں بتا دیتا ہوں کہ یہ چندے کہاں کہاں خرچ ہوتے ہیں اور کن کاموں پر خرچ ہوتے ہیں۔ مساجد، مشن ہاؤسز اور جماعتی سنٹرز کی تعمیرات ہیں۔ MTA چینل ہے، اشاعت کے اور بعض دوسرے بہت سے کام اور منصوبے ہیں جن پر پر خرچ ہوتا ہے۔ افریقہ میں اور بعض دوسرے ممالک میں خرچ ہوتا ہے۔ یہ مَیں اس لئے بتاتا ہوں تاکہ لوگوں کو پتہ لگے کہ کہاں کہاں اخراجات ہو رہے ہیں۔ بہت سے لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ خطبہ سن کر ان کو پتہ چلا ہے کہ جماعت کے اتنے وسیع کام ہیں اور ان پر بہت بڑے اخراجات ہو رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ڈنمارک کی جماعت تو ایک چھوٹی جماعت ہے۔ یہاں خدام کو اپنے چندہ کے نظام میں سو فیصد شامل ہونا چاہئے۔ آپ اپنے نوجوانوں کو سنبھالیں گے تو آگے بڑھیں گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: ''قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی''۔ مَیں نے جو یہ ہدایت کی تھی کہ اس کے بَیج بنا کر خدام اپنے سینہ پر لگائیں۔ وہ اس وجہ سے کی تھی تاکہ ہمیشہ یہ بات آپ کے ذہن میں رہے کہ آپ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اور آپ نے ترقی کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو خدام یہ کہتے ہیں کہ ہمارے اخراجات زیادہ ہیں اور آمد کم ہے اس لئے ہم چندہ نہیں دے سکتے تو وہ بے شک نہ دیں لیکن چندہ کی اہمیت اور اس کے ضروری ہونے کے بارہ میں احساس ضرور پیدا ہونا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ تربیت کریں، آپ کے چندہ کے مسائل حل ہوجائیں گے اور ساتھ خدّام بھی ایکٹو (Active) ہوں گے۔ تربیت کا شعبہ بہت اہم ہے اس کے لئے سکیم بنائیں کہ کس طرح لوگوں سے ملنا ہے۔ کس طرح ذاتی تعلقات بنانے ہیں۔ کس طرح دوستی رکھنی ہے، چاہے کوئی بُرا ہے یا اچھا۔ آپ نے ہر ایک سے دوستی بنانی ہے اور پھر اس کی تربیت کی طرف پوری توجہ دینی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یوکے میں نارتھ کی مجالس کے بارہ میں شکوہ تھا کہ وہ پیچھے ہیں اور active نہیں ہیں اور وہاں بعض خدام بھی پیچھے ہٹے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان سے خدام الاحمدیہ نے رابطے کئے، ان سے تعلق بڑھایا اور ان کے گروپس لندن آئے اور مجھ سے ملوایا گیا۔ اس سے ان میں نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی۔ اب کہتے ہیں کہ نارتھ کی مجالس لندن کی مجالس سے زیادہ آگے بڑھ گئی ہیں۔

❁......**مہتمم تجنید کو حضور انور نے ہدایت فرمائی** کہ اپنی تجنید مکمل کریں۔ دیکھیں کتنی مجالس ہیں اور کہاں کہاں قائد نہیں ہے۔ تجنید مکمل کرنے کے لئے ان مجالس کے پیچھے پڑ جائیں۔ محبت و پیار سے پیچھے پڑنا ہے۔ کام پیچھے پڑ کر ہوتا ہے۔

❁......**مہتمم تحریک جدید کو حضور انور نے ہدایت**

دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ تو نوجوان ہیں اور چھوٹی عمر کے ہیں۔ آپ تو پیچھے پڑ کر کام کر سکتے ہیں۔ تحریک جدید میں سب کو شامل کرنے کی کوشش کریں۔

مہتمم تحریک جدید نے بتایا کہ 70 خدام نے تحریک جدید کا چندہ دیا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اس کا مطلب ہے کہ مجلس کے چندہ سے زیادہ خدّام نے تحریک جدید کا چندہ دیا ہے۔ اس کو مزید بڑھایا جاسکتا ہے۔ اس کا مطلب ہے خدام سے ان کے ماہانہ چندہ کے حصول میں سستی ہے۔ تحریک جدید میں حصہ لینے والے خدام کی تعداد بڑھ گئی ہے۔

❁...... **حضور انور نے مہتمم مال سے فرمایا** کہ جو طلباء کمانے والے ہیں ان کی علیحدہ فہرستیں بنائیں اور جو کمانے والے نہیں ہیں ان کی علیحدہ فہرست بنی چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا محنت کے ساتھ کام کریں۔

❁...... **حضور انور نے فرمایا** کہ پہلے عاملہ اپنے آپ کو پانچ وقت نمازوں کا عادی بنائے۔ اس کے بعد پھر آگے کام چلائیں۔

❁...... **مہتمم صنعت و تجارت کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا** کہ جو بھی آپ کا پلان ہے اس پر کام کریں۔

❁...... مہتمم اشاعت سے حضور انور نے ان کے کام کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ اس پر مہتمم اشاعت نے بتایا کہ ہمارا رسالہ نور میگزین ہے۔ سہ ماہی ہے لیکن باقاعدہ نہیں ہے۔ یہ رسالہ ڈینش زبان میں ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اپنے اس رسالہ کو باقاعدہ نکالیں۔ اگر یہ رسالہ پہلے بند تھا اور اس کی اشاعت رُکی ہوئی تھی تو اب دوبارہ اس کو شروع کریں۔ ترقی کرنے والی قومیں تو ایسی نہیں ہوتیں کہ جو کام ہو رہا ہے وہ بند کر دیا اور پھر رُک گئے اور بیٹھ گئے۔

❁...... مہتمم اشاعت نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ کتاب ''لائف آف محمدؐ '' کا ڈینش ترجمہ ہو چکا ہے۔ یہ خدّام کی ٹیم نے کیا ہے۔ اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے'' کا ترجمہ ہو رہا ہے۔

حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ کتاب ''لائف آف محمدؐ '' زیادہ سے زیادہ تقسیم ہونی چاہئے۔

❁...... مہتمم عمومی سے حضور انور نے خدّام کی ڈیوٹی کے بارہ میں دریافت فرمایا جس پر مہتمم عمومی نے بتایا کہ اس وقت 65 خدام مختلف شعبوں میں ڈیوٹیاں دے رہے ہیں اور اس کے علاوہ دس اطفال بھی ڈیوٹی پر ہیں۔ حضور انور کی آمد پر خدّام بہت زیادہ ایکٹو ہو گئے ہیں۔

❁...... مہتمم تعلیم نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ 2016ء کا تعلیمی نصاب بنا کر خدام کو دیا ہوا ہے۔ مطالعہ کتب میں ''برکات الدعا'' اور ''گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے'' شامل ہیں۔

اس پر **حضور انور نے فرمایا** کہ خدام کو مطالعہ کتب کے لئے وہ کتب دیں جو ڈینش زبان میں بھی ہوں۔ کتب دے کر بیٹھ نہیں جانا۔ آپ نے ہر خادم سے پتہ کرنا ہے کہ اُس نے پڑھی ہے یا نہیں۔ باقاعدہ فیڈ بیک لینا ہے۔ کوشش کریں کہ جو چیز بھی مطالعہ کے لئے دے رہے ہیں ترجمہ کر نے ویب سائٹ پر ڈال دیا کریں یا پرنٹ کر کے خدام کو مہیّا کر دیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ الفضل ربوہ میں میرے خطبات سوال و جواب کی صورت میں شائع ہوتے ہیں۔ آپ بھی خطبہ میں سے سوال و جواب نکال کر ڈینش زبان میں ترجمہ کر کے اپنی ویب سائٹ پر ڈال دیا کریں اس طرح نوجوان پڑھنے لگ جائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو شعبہ اشاعت والے ہیں یہ سوال و جواب کی شکل میں اپنے رسالہ میں ڈال دیا کریں۔ رسالہ کا آغاز قرآن کریم کی آیت، اس کے ترجمہ اور مختصر تفسیر سے ہو۔ پھر حدیث ہو، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس ہو۔ اور جو میرے خطبات ہیں ان میں سے لیں انتخاب کر کے بعض اقتباسات لے لیں۔

❁...... مہتمم تبلیغ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ خدّام کے ذریعہ کوئی بیعت نہیں ہوئی۔ ہم فلائرز تقسیم کرتے ہیں۔ یہ ہمارا ایک بڑا تبلیغی پروگرام ہے۔ اس پر **حضور انور نے فرمایا** کہ دونوں کام علیحدہ علیحدہ ہونے چاہئیں۔ فلائرز کی تقسیم کا کام علیحدہ ہو اور تبلیغ کا کام علیحدہ ہو۔ اپنے دوستوں کو تبلیغ کریں، اپنے تبلیغی رابطے بنائیں۔ بغیر تبلیغی پروگراموں کے صرف فلائرز کی تقسیم سے تبلیغی کام مکمل نہیں ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے ملک کی آبادی ساڑھے پانچ (5.5) ملین ہے اور اس میں سے دو لاکھ مسلمان ہیں۔ پاکستانی ہیں، عرب ہیں، مشرقی یورپ کی اقوام ہیں، دوسرے یورپین ہیں، لوکل ڈینش ہیں۔ ان سب میں دعوت الی اللہ کا کام کرنے کے لئے اپنی ٹیمیں بنائیں جو باقاعدہ منصوبہ بندی سے تبلیغ کریں۔ اگر شروع میں آپ کے دس فیصد خدّام بھی تبلیغ کے لئے نکل آئیں تو بہت اچھا ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایسے خدّام تلاش کریں جن کو دین کا علم ہو یا اُن کو لٹریچر مہیا کر کے دینی علم دیا جائے تاکہ وہ اپنے دوستوں کو تبلیغ کریں۔ اسی طرح جو خدّام Active نہیں ہیں، اگر اُن کو قریب لائیں اور ان کا پوٹینشل اتنا ہے کہ ان کو استعمال کیا جاسکتا ہے تو ان سے بھی تبلیغ کا کام لیں۔ ضرورت اور حالات کے مطابق تبلیغ کے لئے راستے تلاش کریں۔

❁...... مہتمم امور طلباء نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارے 70 خدام ایسے ہیں جن میں سے 18 خدام نے ماسٹرز مکمل کر لیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے پاس سارا ریکارڈ ہونا چاہئے کہ کتنے ہیں جو کالج، یونیورسٹی اور ہائی سکول لیول پر ہیں۔ ان کی فہرستیں تیار ہوں۔ اپنے سٹوڈنٹ کو آرگنائز کریں اور ان کے فنکشن بھی کروایا کریں۔

❁...... مہتمم اطفال نے بتایا کہ اطفال کی تجنید 29 ہے۔ حضور انور کے استفسار پر مہتمم اطفال نے عرض کیا کہ خدام الاحمدیہ کے اجتماع کے موقع پر اطفال کے علیحدہ پروگرام ہوتے ہیں۔ اطفال کا علیحدہ اجتماع ہوتا ہے اور ہال میں علیحدہ جگہ اطفال کے لئے ہوتی ہے۔ اطفال کا سالانہ چندہ 25 کرونز ہے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کتنے اطفال چندہ ادا کرتے ہیں۔ اس پر مہتمم اطفال نے بتایا کہ سات آٹھ اطفال چندہ ادا کرتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ باقی اطفال سے بھی چندہ لیں۔ ان کی تربیت اس طرح کریں کہ یہ خود اپنے جیب خرچ میں سے چندہ دیں۔ جو 25 کرونز نہیں دے سکتے وہ دس، پانچ کرونز ہی دے دیا کریں۔ اس طرح ان کو دینے کی عادت پڑ جائے گی۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ تمام اطفال کو چندہ وقف جدید میں شامل کریں اور ہر طفل چندہ وقف جدید میں ضرور شامل ہو۔ اپنے وقف جدید کے شعبہ کو فعال کریں۔

❁...... صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے بتایا کہ ہم نے خدام کے جائزہ کے لئے ماہانہ فارم بنایا ہوا ہے جس میں نماز اور تلاوت کے متعلق پوچھا جاتا ہے۔ اس پر بعض خدام کا کہنا ہے کہ یہ ان کی پرسنل چیزیں ہیں۔

اس پر **حضور انور نے فرمایا** کہ آپ اپنا سوال اس طرح کر لیں کہ کیا اس ماہ کی اکثر نمازیں باجماعت پڑھیں۔ کیا نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ رہی، نمازیں پڑھتے رہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ سوشل سائنس پڑھنے والوں سے یہاں کی نفسیات کے مطابق سوالنامہ بنا کر بھیج دیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ اپنے اجتماعات میں جنرل سوال و جواب کی میٹنگ رکھیں اور وہاں خدام سے سوال کریں کہ ہمیں مرکز رپورٹ بھجوانے کے لئے یہ انفارمیشن چاہئے ہوتی ہے، ہم کس قسم کا سوالنامہ بنائیں جس سے ہم آسانی سے جواب دے سکیں اور اپنی رپورٹ مرکز میں بھجوا سکیں۔ سب کی رائے لیں اور پھر کہیں کہ رائے لینے کے بعد یہ شکل بن رہی ہے یا اس شکل کو کچھ تبدیلی کے ساتھ اس طرح کر دیا جائے۔ اس طرح اُن کی رائے کے ساتھ اپنے سوالنامہ کو فائنل کر لیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جہاں اس طرح کی صورتحال ہو وہاں اعتماد میں لینے کے لئے نئے طریقے اختیار کریں۔ یہاں کے لوگوں کو ایک آزاد ماحول مل چکا ہے۔ سوچیں اَور طرح کی ہو چکی ہیں۔ وہاں سنبھالنے کے لئے ہمیں بھی نئے طریقے اختیار کرنے پڑیں گے۔ جہاں اعتراضات پیدا ہوتے ہیں وہاں انہیں اہمیت کا احساس دلا کر پھر بتائیں کہ ہمیں کیا طریقہ اختیار کرنا پڑے گا۔ جو بنیاد اب پڑ جائے گی پھر وہی کام آئے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس طرح کے سوال بنائے جاسکتے ہیں کہ کیا اس ہفتہ نمازیں باقاعدہ پڑھیں۔ کیا اکثر نمازیں باجماعت پڑھیں، کیا چندہ ادا کر دیا، کتب کے مطالعہ کے حوالہ سے سوال رکھا جاسکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہاں کے پڑھے لکھے لڑکوں سے سوال بنوائیں اور اپنے اجتماع میں یہ پروگرام رکھیں۔ فلاح الدین صاحب مربی سلسلہ ہیں، ان کو بھی جواب دینے کے لئے سامنے بٹھا دیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو تربیت کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ اختیار کرنا پڑے گا۔ آپ نے اپنے نوجوانوں کو ضائع ہونے سے بچانا ہے۔ آپ کے مدّنظر ہمیشہ یہ رہنا چاہئے کہ آپ نے کس طرح بچانا ہے اور کون کونسے نئے طریقے اختیار کرنے ہیں۔

❁...... لیف لیٹس کی تقسیم کے حوالہ سے بات ہونے پر **حضور انور نے فرمایا** کہ مَیں نے جامعہ یوکے اور جرمنی سے فارغ التحصیل ہونے والے مربیان سپین بھیجے تھے اور ان کو ایک ماہ دیا تھا۔ انہوں نے اس عرصہ میں ساڑھے پانچ لاکھ سے زائد لیف لیٹس تقسیم کئے ہیں۔ وہاں لوگوں سے رابطے کئے ہیں اور اُن سے بات چیت کی ہے۔ بڑا اچھا فیڈ بیک بھی ملا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو یہ تأثر قائم کرنا ہوگا کہ ہم امن پسند لوگ ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اپنا ٹارگٹ بڑا رکھیں۔ ایک دن میں دس ہزار لیف لیٹس کی تقسیم کا ٹارگٹ ٹھیک ہے۔

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ ڈنمارک کی حضور انور کے ساتھ یہ میٹنگ دو بج کر دس منٹ تک جاری رہی۔ آخر پر ممبران نے حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت پائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد نصرت جہاں میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ ہال میں تشریف لائے جہاں حضور انور کے ساتھ اطفال اور ناصرات کی علیحدہ علیحدہ کلاس کا پروگرام تھا۔

....

اطفال الاحمدیہ ڈنمارک کی حضور انور کے ساتھ کلاس

پہلے اطفال، بچوں کی کلاس شروع ہوئی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم سائم احمد نے کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم محمد انصر محمود نے پیش کیا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے صرف اردو ترجمہ رکھا ہے ان بچوں کو اس کی کیا سمجھ آئی ہوگی۔ ان کو سمجھانے کے لئے ڈینش ترجمہ ہونا چاہئے تھا۔ ان کو تو پتہ نہیں لگتا کہ آیات کے کیا معانی ہیں۔ کیا چیز ہے؟

اس کے بعد عزیزم شیان مہدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث پیش کی:

حضرت ابو ایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور آگ سے دُور کر دے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی عبادت کر۔ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرا۔ نماز پڑھ۔ زکوٰۃ دے اور صلہ رحمی کر یعنی رشتہ داروں کے ساتھ پیار و محبت سے رہ۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے قرآن کریم کی تلاوت کر دی ہے۔ حدیث پڑھ دی ہے۔ اس کی آپ کو کیا سمجھ آئی ہے۔

قرآن کریم کی آیت میں توکّل کا ذکر تھا۔ اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنا کیا ہوتا ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر توکّل یہ ہے کہ وہی ہے جو سب کچھ دینے والا ہے۔ صرف اُسی پر انحصار کرنا ہے۔ خدا کو ہر چیز کی حفاظت کرنے والا جاننا ہے۔ تم پڑھائی کرو، محنت کرو، پوری محنت کر لو پھر خدا پر توکّل کر لو کہ وہ تمہیں بہتر طور پر پرچہ حل کرنے کی توفیق دے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو۔ بجائے لوگوں سے امید رکھنے کے ہر چیز کی امید خدا تعالیٰ سے رکھو۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ بتاؤ کہ شرک کیا ہوتا ہے؟

فرمایا کہ شرک کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے مقابل پر کسی اَور کو خدا سمجھنا، صرف اُسی سے مانگنا اور اُسی کی عبادت کرنا۔ کافر لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اس طرح وہ شرک کرتے تھے۔ خدا کے مقابل پر اپنے بُت بنا رکھے تھے۔ خانہ کعبہ میں بُت رکھے ہوئے تھے۔ ان کی پوجا کرتے تھے۔ اس طرح وہ شرک کرتے تھے۔

زکوٰۃ کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ اس کا مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا تاکہ وہ مال کو پاک وصاف کر دے اور پھر تمہارے لئے تمہارے اموال کو بڑھائے۔

قرآن کریم میں ہے کہ نماز پڑھا کرو۔ زکوٰۃ دیا کرو، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرو، چیرٹی میں دو، چندوں میں دو، لوگوں کی ہمدردی کے لئے خرچ کرو۔ دین کی خدمت کے لئے خرچ کرو۔ صدقات دو۔ یہ بات زکوٰۃ کے زمرہ میں شامل ہوتی ہیں۔

پھر زکوٰۃ اسلام میں ایک خاص قسم کا چندہ ہے اور اس

کا ایک معیار ہے۔ وہ لوگ جو ایک سال تک ایک معیّن رقم بینک میں جمع رکھتے ہیں تو ایک سال بعد اس رقم کا کچھ حصہ خداتعالیٰ کی راہ میں دیتے ہیں۔

پھر سونے پر زکوٰۃ ہے، چاندی پر زکوٰۃ ہے۔ ان دونوں کا ایک معین نصاب ہے۔ سال گزرنے کے بعد اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ ان چیزوں پر زکوٰۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے مقرر ہے۔ اسی طرح بعض اور چیزیں بھی ہیں جن پر زکوٰۃ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ صلہ رحمی کیا ہوتی ہے۔ صلہ رحمی یہ ہے کہ آپس میں رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا۔ آپس میں مل جُل کر رہنا، محبت اور پیار سے رہنا۔ اگر تم آپس میں اپنے کزنوں سے لڑائی کرتے رہتے ہو تو یہ صلہ رحمی نہیں ہے۔ صلہ رحمی یہ ہے کہ تم آپس میں بھائی، کزن، رشتہ دار سارے ایک دوسرے کا خیال رکھو۔

بعدازاں عزیزم مغیث احمد نے ملفوظات سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا:

’’نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔ وہ کافر اور منافق ہیں جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز کے شروع کرنے سے ہمارا فلاں فلاں نقصان ہوا ہے۔ نماز ہرگز خدا کے غضب کا ذریعہ نہیں ہے۔ جو اسے منحوس کہتے ہیں ان کے اندر خود زہر ہے۔ جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے ویسے ہی ان کو نماز کا مزا نہیں آتا۔ یہ دین کو درست کرتی ہے۔ اخلاق کو درست کرتی ہے۔ دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر مزے پر غالب ہے۔ لذاتِ جسمانی کے لئے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں اور پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں۔ اور یہ مفت کا بہشت ہے جو اسے ملتا ہے۔ قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذّت ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم)

اس کے بعد عزیزم فراز احمد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام

کبھی نصرت نہیں ملتی درِمولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

خوش الحانی سے پیش کیا۔

بعد ازاں عزیزم مدثر احمد نے ملک ڈنمارک کے حوالہ سے ایک معلوماتی مضمون پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزم شائق احمد نے ’’مسجد نصرت جہاں‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔

عزیزم نے اپنی تقریر میں بتایا کہ ’’مسجد کے افتتاح کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ 20 جولائی 1967ء کو بذریعہ ٹرین کوپن ہیگن تشریف لائے‘‘۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: یہ ذکر نہیں ہے کہ بذریعہ ٹرین کہاں سے آئے تھے؟ اس پر حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہمبرگ (جرمنی) سے بذریعہ ٹرین ڈنمارک تشریف لائے تھے۔ جرمنی سے ڈنمارک آتے ہوئے راستہ میں سمندر ہے اور ٹرین مکمل طور پر فیری (بحری جہاز) میں بورڈ ہوتی ہے اور پھر دوسری جانب پورٹ پر باہر نکلتے ہوئے اپنے ٹریک پر آجاتی ہے۔

اس کے بعد ’’مسجد نصرت جہاں‘‘ کے سنگ بنیاد کے موقع کی ویڈیو دکھائی گئی۔ اس میں حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کو سنگ بنیاد رکھتے ہوئے دکھایا گیا۔ یہ سنگ بنیاد 6؍مئی 1966ء کو رکھا گیا تھا۔ اس ویڈیو میں حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔

اس کے بعد عزیزم شیراز احمد نے پنجابی زبان میں ایک استقبالیہ نظم پیش کی۔

بچوں کے ساتھ مجلس سوال و جواب

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

☆ **ایک طفل نے سوال کیا کہ جب ہم اپنی نماز پڑھ رہے ہوں اور ابھی مکمل نہ کی ہو اور نماز کا ایک حصہ باقی رہتا ہو۔ اس دوران امام باجماعت نماز شروع کروا دے تو ہمیں کیا کرنا چاہئے؟**

اس سوال کے جواب میں **حضور انور نے فرمایا** کہ فرض نماز زیادہ اہم ہے۔ جب تم سنتیں پڑھ رہے ہو اور دوسری طرف فرض نماز شروع ہوجائے تو پھر سنّتیں چھوڑ کر فرض نماز میں شامل ہوجاؤ۔ اور یہ سنّتیں بعد میں ادا کرلو۔

حضور انور نے فرمایا کہ امام کے ساتھ باجماعت نماز پڑھنا زیادہ ضروری ہے اور زیادہ برکت اور ثواب کا باعث ہے۔ اور اس میں اتحاد اور وحدت ہوتی ہے اور یہ حکم بھی ہے کہ ایک امام کے پیچھے چلو۔

حضور انور نے فرمایا کہ فرض ایک ایسی چیز ہے جو تم نے ضرور کرنی ہے۔ اگر امام نماز پڑھا رہا ہے تو پھر تم نے سنتیں، نوافل وغیرہ چھوڑ کر امام کے ساتھ شامل ہونا ہے۔ فرض نمازوں کی ادائیگی اپنے وقت پر ضروری ہے اور جہاں تک سنتیں ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھ کر دکھائیں اور ان کو ادا کرنے کی تاکید کی لیکن ان کو آگے پیچھے کیا جاسکتا ہے جب کہ سنّتیں ادا کرنے کی خاطر فرض نماز کو آگے پیچھے نہیں کیا جاسکتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ فرض نماز اگر مسجد میں باجماعت ہورہی ہے تو آپ نے ہر حال میں امام کے پیچھے ادا کرنی ہے۔ باقی سب چیزیں پیچھے ہوجائیں گی۔ ایک امام کے پیچھے چل کر وحدت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا ثواب بھی کئی گنا بڑھا دیا ہے کہ تم ایک ہوگئے تو برکت پڑے گی۔ جب تم نماز باجماعت پڑھتے ہو تو ایک دوسرے کا روحانی مقام ہوتا ہے اس کا بھی ایک دوسرے پر اثر ہورہا ہوتا ہے۔

☆ **ایک بچے نے سوال کیا کہ ٹوپی کیوں پہنتے ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا** کہ اسلام کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو تو سر ڈھانکا کرو۔ یہ ایک ادب کا نشان ہے۔ اب جو انگریز ہیں وہ کہتے ہیں کہ ادب کا نشان یہ ہے کہ جب وہ کسی سے ملتے ہیں تو جو ہیٹ پہنا ہوتا ہے اُسے اتار کر جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے دوسرے کی عزت افزائی ہوتی ہے۔ تو انہوں نے اس طرح اپنی روایت بنائی ہوئی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک بہت بڑا مقام جو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کا ہے وہ حج ہے۔ اس وقت انسان خدا کی راہ میں اپنا سب کچھ بھول جاتا ہے اور ہر چیز سے بے نیاز ہوکر خدا کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ جب تم حج کررہے ہوتے ہو تو ٹوپی بھی اتار دیتے ہو اور بال بھی کٹوا دیتے ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کی ایک ایسی روحانی کیفیت ہے جس میں حاضر ہونے والا اپنے انتہائی عشق کا اظہار کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم جو ٹوپی پہنتے ہیں تو ادب کے لئے اور دوسرے کی عزّت افزائی کے لئے پہنتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ بعض دوسری عرب مسلمان قومیں ایسی بھی ہیں جو ٹوپی کے بغیر نمازیں پڑھتی ہیں۔ اگر تمہیں بھی کسی وقت ٹوپی میسّر نہ ہو تو بغیر ٹوپی کے نماز پڑھ سکتے ہو۔ لیکن کوشش یہی ہونی چاہئے کہ ٹوپی کے ساتھ ہو۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ **حضور کو کیا محسوس ہوتا تھا جب حضور کو علم ہوا کہ خلیفہ بننا ہے۔**

اس پر **حضور انور نے فرمایا** کہ مَیں کئی دفعہ آپ لوگوں کی کلاسز میں بتا چکا ہوں۔ MTA والے بھی دکھاتے رہتے ہیں۔ ویڈیو دیکھ لیا کرو۔ بہت مشکل اور بہت بڑی ذمّہ داری ہوتی ہے اس لئے بہت بوجھ محسوس ہوتا ہے۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ **حضور انور مختلف ممالک کے سفر کرتے ہیں۔ کیا حضور کے پاس چھٹی والا دن نہیں ہوتا؟**

اس سوال کے جواب میں **حضور انور نے فرمایا** کہ چھٹی کوئی نہیں ہوتی۔ ہفتہ میں ساتوں دن کام کرتا ہوں۔ کام کے دوران جو تھوڑا بہت وقت کبھی کبھار مل جاتا ہے بس وہی چھٹی ہوتی ہے۔ چوتھے پانچویں مہینے کے بعد چند گھنٹے یا ایک آدھ دن مل جاتا ہے۔ آپ لوگ جو Weekend پر چھٹیاں مناتے ہو مَیں نہیں مناتا۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ **مسلمان حج پر کیوں جاتے ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں **حضور انور نے فرمایا** کہ ارکان اسلام پانچ ہیں: کلمہ طیّبہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج۔ یہ پانچ بنیادی چیزیں ہیں۔ حج بھی ایک عبادت ہے لیکن ہر ایک کے لئے فرض نہیں ہے۔ صرف ان کے لئے فرض ہے جن کے پاس سفر کے اخراجات ہوں، راستہ کا امن ہو اور حج کے لئے کوئی روک نہ ہو، اگر زندگی میں ایک دفعہ کرلیا جائے تو کافی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا پہلا گھر ہے۔ عین ممکن ہے کہ اس کی تعمیر کے لئے آسمان سے Meteor گرے ہوں۔ مختلف سیاروں سے پتھر ٹوٹ کے ایک جگہ گرے ہوں اور پھر ان سے شروع میں بنا ہو۔ پھر ایک زمانہ آیا کہ یہ ختم ہوگیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس کو اس کی پہلی بنیادوں پر دوبارہ بنایا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دوبارہ گر گیا۔ چنانچہ آپؐ کے زمانے میں دوبارہ اپنی پہلی بنیادوں پر تعمیر ہوا۔ حجر اسود رکھنے کے لئے جھگڑا پیدا ہوگیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو موقع ملا۔ آپؐ نے چادر بچھائی اور سرداروں کو کہا کہ چاروں طرف سے کپڑے کے چاروں کونوں کو پکڑو۔ چنانچہ آپؐ نے حجر اسود اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ تو ایک لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی تو اس کا بنیادی کام اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کروایا۔

حضور انور نے فرمایا: پس حج ایک عبادت ہے جس طرح باقی عبادتیں ہیں۔ لیکن یہ اُس طرح ہر ایک کے لئے ضروری نہیں ہے جس طرح نماز ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔

حضور انور نے فرمایا: حج کی عبادت میں مختلف طریقے ہیں جس میں طواف کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں کو یاد کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ اظہار کرتے ہو کہ ہم کوئی چیز نہیں ہیں۔ لبّیک لبّیک کہتے ہو۔ تو یہ بھی ایک عبادت ہے جو کرتے ہیں۔ یہ لازمی عبادت نہیں ہے بلکہ بعض شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔ اگر تمہارے پاس پیسے ہوں، خرچہ ہو، صحت اچھی ہو اور رستے کا کسی قسم کا خطرہ اور روک نہ ہو، مثلاً احمدیوں کو حکومت کھلے طور پر وہاں جانے نہیں دیتی لیکن پھر بھی احمدی حج کرنے جاتے ہیں۔ اگر یہ ساری چیزیں ایسی ہوں اور شرائط پوری ہورہی ہوں اور کوئی روک نہ ہو تو پھر تمہیں حج کرنا چاہئے۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ **حضور کی پسندیدہ نظم کونسی ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ساری نظمیں اچھی ہوتی ہیں۔ ہر نظم میں کوئی نہ کوئی اس کا چوٹی کا شعر ہوتا ہے جو بہت زیادہ کھینچنے والا ہوتا ہے۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ **روزہ رکھنے کے لئے کتنے سال کا ہونا چاہئے؟**

اس پر **حضور انور نے فرمایا** کہ آپ لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں ان میں سے کسی کی بھی عمر پورے روزے رکھنے والی نہیں۔ لیکن عادت ڈالنے کے لئے ایک آدھ رکھنا ہے تو اپنی خوشی سے رکھ لو۔ اگر صحت اچھی ہے، موٹے تازے ہیں تو پھر عادت کے طور پر لمبا روزہ بھی رکھ سکتے ہیں لیکن جو دُبلے پتلے ہیں وہ نہ رکھیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو سٹوڈنٹ ہیں۔ ان پر پڑھائی کا بھی بوجھ ہوتا ہے۔ ان دنوں امتحان بھی ہورہے ہوتے ہیں اس لئے تم میں سے کسی کی بھی عمر ایسی نہیں کہ روزہ رکھو۔ لیکن تم جب سترہ اٹھارہ سال کے ہوجاتے ہو اور جوان ہوجاتے ہو اس وقت روزہ رکھ لینا چاہئے لیکن اس سے پہلے روزہ رکھنے کے لئے عادت ڈالنی چاہئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کسی جگہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے پہلا روزہ اس وقت رکھوایا تھا جب مَیں گیارہ بارہ سال کا تھا۔ اُس سے پہلے نہیں رکھنے دیا۔ پھر اس کے بعد پندرہ سولہ سترہ سال تک بیچ بیچ میں کچھ روزے رکھتا تھا تو اٹھارہ سال کی عمر میں، مَیں نے سارے روزے رکھنے شروع کئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو لوگ چار پانچ سال کی عمر میں بچوں کو زبردستی روزے رکھوا دیتے ہیں گرمیوں میں خاص طور پر وہ کسی لحاظ سے بھی درست نہیں۔ ایک دفعہ پاکستان میں اخبار میں آیا تھا کہ پانچ چھ سال کے بچے کو گرمیوں میں روزہ رکھوا دیا۔ بچے کو پیاس لگی۔ پانی کی طرف دوڑتا تھا۔ اس کو کمرے میں بند کردیا۔ پھر جب شام کے وقت روزہ کھولنا تھا۔ افطاری کرنی تھی اس کے دوستوں کو بلایا کہ دعوت ہے ہمارے گھر میں پہلا روزہ ہمارے بچے نے رکھا ہے۔ جب دروازہ کھولا تو بچہ مرا ہوا تھا۔ پیاس سے مرگیا تو یہ ظلم ہے۔ جب برداشت کرنے کی عمر ہو تو تب روزہ رکھنا چاہئے۔

☆ **ایک طفل نے یہ سوال کیا کہ ہم نماز کیوں پڑھتے ہیں؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: اس لئے پڑھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا اور اتنی چیزیں دیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کو ربّ العالمین مانتے ہیں۔ اس نے ہمیں پیدا کیا، ہماری پرورش کی، اچھے ماں باپ دیئے جو ہمارا خیال رکھتے ہیں۔ ہمارے لئے پڑھنے کے مواقع پیدا کئے۔ ہمارے لئے کھانے کے مواقع پیدا کئے۔ اور بہت ساری چیزیں ہیں۔ کوئی غریب ہے تو وہ بھی اپنے حالات میں خوش ہے۔ امیر ہے تو وہ بھی خوش ہے۔ تو اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے ہم نماز پڑھتے ہیں۔ تو پھر اس سے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے مَیں اور بھی انعامات دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے کہ تم میری عبادت کرو بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم لوگوں کی پیدائش کا مقصد ہی یہ ہے کہ میری عبادت کرو۔

حضور انور نے فرمایا کہ کھاتے پیتے تو جانور بھی ہیں

اور دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں اس لئے تمہارا کام یہ نہیں بلکہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم اپنے دماغ کو استعمال کرو اور اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے بنو اور شکرگزاری کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کی عبادت کرو بلکہ سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ اس کی عبادت کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں نوازے اور انعام دے۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ **پانی بیٹھ کے کیوں پینا ہوتا ہے؟**

حضور انور نے فرمایا کہ بیٹھ کر پی لو تو اچھی بات ہے، بیٹھ کر پینا سنت ہے۔ بیٹھ کر تسلّی سے پینا چاہئے۔ جلدی جلدی میں کام نہیں کرنا چاہئے۔ اگر مجبوری ہے تو کھڑے ہو کر بھی پی سکتے ہو۔ گناہ نہیں ہے۔ بعض جگہوں پر گلاس کے ساتھ چین (Chain) لگی ہوتی ہے تو کھڑے ہو کر پینا پڑتا ہے۔ اگر گلاس وغیرہ نہیں ہے تو پھر جھک کر پینا پڑتا ہے تو ان حالتوں میں پی لیا کرو۔ لیکن احتیاط اور تسلّی کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پیو اور شکر ادا کر کے پیو۔ اچھے اخلاق یہی ہیں کہ بیٹھ کر پیو۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ **قاعدہ کیوں پڑھنا ہوتا ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ قاعدہ اس لئے پڑھو کہ تمہیں قرآن کریم پڑھنا آجائے۔ تم سکول میں جاتے ہو تو سیدھے تیسری کلاس میں تو نہیں چلے جاتے۔ پہلے تم نرسری میں جاتے ہو، پریپ میں جاتے ہو، پہلی کلاس میں جاتے ہو، پھر دوسری میں جاتے ہو، تیسری میں جاتے ہو۔ اسی طرح تم قاعدہ پڑھو۔ جب قاعدہ پڑھ لیتے ہو تو قرآن شریف پڑھتے ہو۔ پھر قرآن شریف کا ترجمہ پڑھو تا کہ تمہیں پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا کہا ہے۔ پھر جو کہا ہے اس پر عمل کرو اور باتیں مانو۔ قاعدہ قرآن شریف پڑھنے کے لئے ٹریننگ کے طور پر پڑھایا جاتا ہے تا کہ تم پڑھ، سیکھ لو پھر تمہیں اچھی طرح قرآن شریف پڑھنا آجائے تا کہ تم اچھی طرح اللہ تعالیٰ کی باتیں سمجھ سکو۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ **حضور جوانی میں کونسی کھیل کھیلتے تھے؟**

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں کرکٹ اور بیڈمنٹن کھیلتا رہا ہوں۔ بس یہ دو کھیلیں ہی کھیلتا رہا ہوں۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ **جب ایک بندہ نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو اُس کے آگے سے جانے کی اجازت کیوں نہیں ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا یہ اس لئے کہ نماز پڑھنے والے کی توجہ نہ بٹ جائے اور یہ ادب کے لحاظ سے بھی ہے۔ اس لئے یہی حکم ہے کہ انتظار کرو یا پھر دو سجدوں کی جگہ سے فاصلہ دے کر گزرو۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ **کونسی عمر میں موبائل فون رکھ سکتے ہیں؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جب تمہارے ماں باپ اجازت دیں اور جب وہ فیصلہ کریں کہ تمہیں موبائل فون دینا ہے۔ بعض دفعہ بچے جب سکول جاتے ہیں، ساتویں آٹھویں کلاس میں بارہ تیرہ سال کی عمر میں بچوں کو فون دے دیتے ہیں۔ لیکن اگر تم نے آئی فون اور سمارٹ فون اور اس جیسی دوسری چیزیں رکھنی ہیں اور Apps دیکھنے کے لئے رکھنی ہیں تو تم غلط کاموں میں پڑ سکتے ہو۔ اس لئے ماں باپ تمہیں روکتے ہیں۔ اگر تم نے صرف رابطہ کرنا ہے تو پھر جو سادہ فون ہے وہ رکھ سکتے ہو۔ تم کوئی بزنس مین تو نہیں ہو، سٹوڈنٹ ہو۔ موبائل فون ہر وقت ہاتھ میں ہوگا تو اسی میں Apps تلاش کرتے رہو گے۔ فضول قسم کی Apps تمہیں مل جائیں گی۔ پھر پڑھائی کی طرف توجہ کم ہو جائے گی۔ بلکہ کہتے ہیں کہ جب سے یہ فون آئے ہیں جن میں Apps ہوتی ہیں اُس وقت سے ایکسیڈنٹ بھی بڑھ گئے ہیں۔ عورتیں مرد چلتے پھرتے، سڑک کراس کرتے ہوئے ہر وقت فون پر انگلیاں مارتے رہتے ہیں۔ ادھر سے کار آئی، ٹکّر لگی اور بندہ مر گیا۔ موبائل فون کی وجہ سے حادثات بھی زیادہ ہو گئے ہیں اور لوگ مرنے بھی زیادہ لگے ہیں۔ لیکن تمہاری ابھی کوئی ایسی عمر نہیں کہ تمہارے پاس اس قسم کے فون ہوں۔ ہاں پڑھائی کے لئے اگر ضرورت ہے تو گھر میں کمپیوٹر اپنے امّاں ابّا کی نگرانی میں رکھ لو۔ رابطہ کرنے کے لئے فون کی ضرورت ہے تو پھر سادہ فون رکھو جس میں Apps نہیں آتیں۔ باقی اگر تمہارے امّاں ابّا کو تم پر اعتبار ہے تو تم رکھ لو۔ لیکن تم احتیاط یہ کرو کہ فضول قسم کی Apps تلاش کر کے یا دوسرے پروگرام انٹرنیٹ سے نکال کے نہ دیکھو بلکہ اچھی اچھی باتیں دیکھو۔ مثلاً آجکل MTA، الاسلام ویب سائٹ آئی فون پر آتی ہیں۔ دین سیکھنا ہے تو پھر رکھو کوئی حرج نہیں ہے۔

☆ ایک طفل نے سوال کیا کہ **اسلام میں میوزک کی اجازت ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اگر تم نے میوزک بجا کر ناچنا، کودنا ہے تو پھر اجازت نہیں ہے۔ ہاں ایک حد تک ڈرم (دف) بنانے کی اجازت ہے۔ شادی بیاہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی دف بجایا کرتے تھے اور خوشی کا اظہار ہوتا تھا اور لڑکیاں یہ خوشی کا اظہار کرتی تھیں۔ تو تم شادی بیاہ میں دف بجا کے خوشی کا اظہار کر سکتے ہو۔ لیکن میوزک لگا کر پیانوں کلبوں میں جا کے میوزک سیکھو اور خاص طور پر وہاں جا کر مختلف قسم کے باجے بجاتے رہو اور پھر اس پر ناچو گاؤ یہ غلط ہے۔

ایک بچے نے سوال کیا کہ **حضور انور سفید شیروانی کیوں نہیں پہنتے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے ازراہ شفقت فرمایا تم بہت ساری چیزیں میری پسند کی نہیں پہنتے تو پھر مَیں بھی اپنی پسند کی پہنتا ہوں۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ **پانی تین سانسوں میں کیوں پینا ہوتا ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ تم آرام سے پانی پیو۔ آہستہ آہستہ پیو۔ ایک دم جب تم پیتے ہو تو جس برتن میں پیتے ہو اس میں سانس نہیں لینا چاہئے۔ سانس لینے کے نتیجہ میں ناک سے جراثیم پانی کے اندر چلے جاتے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ویسے بھی ایک گھونٹ لو اور آہستہ آہستہ پیو۔ ایک دم پیو تو اُچھو بھی آجاتا ہے۔ اس لئے آہستہ سے پیو۔ پانی ایک گھونٹ دو گھونٹ لو، گلے کو تَر کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ پھر دوسرا گھونٹ لو، پھر تیسرا گھونٹ لو۔ ویسے تو پانی جانور بھی پیتے ہیں۔ تو جانور اور انسان میں کوئی فرق تو ہونا چاہئے۔ بعض دفعہ جانور ایک ہی سانس میں لمبا پیتے رہتے ہیں اور پھر رُک جاتے ہیں۔ اُن میں بھی عقل ہے۔ وہ دو تین دفعہ پیتے ہیں۔ تو انسان کو تو عقل ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ صحت کے لئے بھی اچھا ہے کہ رُک رُک کر پیا جائے۔ بعض دفعہ بہت پیاس لگی ہوتی ہے اور گرمی سے اتنا گلا خشک ہو رہا ہوتا ہے کہ پانی آدمی پیتا ہے تو پیتا چلا جاتا ہے۔ اتنا زیادہ پی لیتا ہے کہ پیٹ خراب ہو جاتا ہے اور آدمی بیمار ہو جاتا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ آہستہ سے پانی پیو اور گلے کو تَر کرو۔ یہ آداب بھی ہیں اور پھر تمہاری صحت بھی اس سے اچھی رہتی ہے اور تمہیں بیمار ہونے کا خطرہ بھی نہیں ہوگا۔ پس پانی پیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کرو۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ **حضور کو خطبہ تیار کرنے میں کتنا وقت لگتا ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بعض دفعہ دو گھنٹے لگتے ہیں اور بعض دفعہ پانچ چھ گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ اگر حوالے زیادہ ہوں تو حوالے پڑھنے میں دو تین گھنٹے لگتے ہیں۔ پھر مَیں اپنے دفتر والوں کو دے دیتا ہوں کہ پرنٹ کر کے مجھے دے دیں۔ اگر خود تیار کرنے ہوں تو پھر دو تین گھنٹے اَور لگ جاتے ہیں۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ **نیند اور موت میں کیا فرق ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ تم نیند کے بعد دنیا میں دوبارہ واپس آجاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ کچھ کو مَیں نیند کی حالت سے واپس بھیج دیتا ہوں۔ دوبارہ زندگی دے کر واپس بھیج دیتا ہوں۔ اور جو موت ہے اُس سے تم اگلے جہان میں چلے جاتے ہو اس دنیا میں واپس نہیں آتے بلکہ دوسری دنیا میں چلے جاتے ہو۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ **اگر ہمیں کوئی لوگ کہیں کہ ہم مسلمان نہیں ہیں تو پھر ہم نے اُن کو کیا جواب دینا ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اُن سے پوچھو کہ مسلمان کی تعریف کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ جو کلمہ طیّبہ "لَآ اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ مُحمّد رسولُ اللّٰہ" پڑھ لیتا ہے وہ مسلمان ہے، خود ہمارا ذبیحہ کھا لیتا ہے، جو ہمارا کھانا کھاتا ہے، ہمارے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے وہ بھی مسلمان ہے۔ کلمہ طیّبہ پڑھنے والا مسلمان ہے۔ ہم تو "لَآ اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ مُحمّد رسولُ اللّٰہ" پڑھتے ہیں اس لئے ہم مسلمان ہیں۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ تم مسلمان نہیں ہو تو پھر ان سے پوچھا کہ مسلمان کون ہوتے ہیں؟ ہمیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ جو کلمہ طیبہ پڑھ لے وہ مسلمان ہے۔ سادہ جواب یہی ہے۔ پس ہم مسلمان ہیں۔ ہم قرآن پڑھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ اسلام کو آخری مذہب سمجھتے ہیں، قرآن کریم کو آخری کتاب سمجھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی سمجھتے ہیں۔ کلمہ طیّبہ پڑھتے ہیں اس لئے مسلمان ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں اس سے کیا کہ کوئی ہمیں کیا سمجھتا ہے۔ ہم نے جواب اللہ تعالیٰ کو دینا ہے۔ ان لوگوں کو نہیں دینا۔ بس پھر تم ان سے کہو کہ ہم اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ تم نہیں سمجھتے تو نہ سمجھو۔ ہمیں تمہیں سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کو جان دینی ہے۔ مرنے کے بعد کسی انسان کے پاس تو نہیں جانا۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ **آپ نے یہ انگوٹھی کیوں پہنی ہوئی ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس انگوٹھی کی خاصیت یہ بھی ہے کہ یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی انگوٹھی ہے اس لئے بھی پہنی ہوئی ہے کہ بڑی مبارک اور بابرکت انگوٹھی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے والد کی وفات پر یہ الہام ہوا تھا: "الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ" کہ کیا اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس انگوٹھی کو بنے ہوئے اب ایک سو پینتیس، چھتیس سال ہو گئے ہیں۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ **اسلام میں 73 فرقے کیوں ہیں؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اتنے فرقے تو دوسرے مذاہب کے بھی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ اتنے فرقے مسلمانوں میں ہو جائیں گے اور ان میں اکائی، وحدت نہیں رہے گی۔ جو 73 واں فرقہ ہوگا وہ صحیح راستہ پر ہوگا اور یہ فرقہ اس وقت بنے گا جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آئیں گے۔ تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے۔ اب سنیوں کے 30، 35 فرقے ہیں، شیعوں کے 34، 35 فرقے ہیں۔ مین (Main) فرقے تو صرف دو ہی ہیں سنّی اور شیعہ۔ پھر آگے ان دونوں کے فرقے ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ آخری زمانے میں اتنے فرقے ہوں گے اس کا مطلب یہ تھا کہ اسلام میں تفرقہ پیدا ہو جائے گا۔ لوگ ایک نہیں رہیں گے۔ وحدت اور اکائی نہیں رہے گی تو اس وقت امام مہدی کا ظہور ہوگا۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ **احمدی حج کیوں نہیں کر سکتے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے ابھی بتایا تھا کہ احمدی حج پر جاتے ہیں اور حج کرتے ہیں۔ حج کے لئے بعض شرائط ہیں۔ سفر کے لئے خرچ ہو، سفر کی سہولت میسّر ہو، صحت ہو اور راستہ کا کوئی خطرہ نہ ہو۔ تمہیں حج کرنے سے روکا بھی نہ جائے۔ تو یہ سب حج کرنے والے کے لئے شرائط ہیں۔ اب احمدیوں کو ظاہری طور پر حج کرنے سے روکا جاتا ہے اس لئے احمدی کھلے طور پر اور یہ اظہار کر کے کہ ہم احمدی ہیں حج نہیں کر سکتے کیونکہ سعودی عرب کی حکومت پھر پابندیاں لگا دیتی ہے لیکن ان سب باتوں کے باوجود احمدی حج کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بھی حج کیا تھا اور بہت سارے احمدی حج کرتے ہیں۔ ہر سال حج پر کئی لوگ جاتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے روکوں کی وجہ سے اپنے آپ کو چھپا کے حج کرنا پڑتا ہے۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ **ہم اپنے دوستوں کو تبلیغ کس طرح کر سکتے ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اپنے دوستوں کو اپنا اچھا نمونہ دکھاؤ۔ ان کو یہ پتہ ہو کہ تم احمدی مسلمان ہو۔ خدا کو ایک ماننے والے ہو۔ قرآن کریم کو ماننے والے ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے ہو۔

احمدی مذہب تم کو اچھی باتیں سکھاتا ہے۔ تمہیں یہ اچھی باتیں قرآن کریم نے سکھائیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے سکھائیں۔ جب تم دوسروں کو اچھی باتیں بتاؤ گے، ان کو اچھی باتیں سکھاؤ گے اور پھر خود نمونہ بنو گے تو لوگ تمہاری طرف توجہ کریں گے اور تمہاری باتیں اچھی لگیں گی تو مانیں گے۔ پس اپنے آپ کو اچھا کر کے دکھاؤ تو لوگ آپ کی طرف آئیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اطفال کی یہ کلاس سات بج کر چالیس منٹ پر ختم ہوئی۔

(باقی آئندہ)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

درویش صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

ہفت روزہ ''بدر'' قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں مکرم تنویر احمد ناصر صاحب کے قلم سے اُن 26 صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے جنہیں قادیان میں بطور درویش خدمت کی سعادت عطا ہوئی۔ ان میں 12 وہ صحابہ تھے جو 16 نومبر 1947ء کو آخری قافلہ کے چلے جانے کے بعد قادیان میں مقیم رہے۔ ایک صحابی اُس قافلہ میں شامل تھے جو 5/مارچ 1948ء کو پاکستان سے قادیان پہنچا اور بعدازاں حضرت مصلح موعودؓ نے مجلس مشاورت 1948ء میں حفاظت مرکز کی تحریک فرمائی تو حضورؓ کی اس آواز پر لبیک کہنے والوں کا ایک خوش نصیب قافلہ مئی 1948ء میں لاہور سے روانہ ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے افراد قافلہ کو شرف مصافحہ بخشا اور اجتماعی دُعا کے ساتھ الوداع کہا۔ اس قافلہ میں 13 صحابہ بھی شامل تھے۔ اس طرح کُل 26 صحابہ کرام نے درویشی کی سعادت پائی۔ ان صحابہ کا مختصر تعارف ہدیۂ قارئین ہے:

حضرت الحاج مولانا عبدالرحمٰن صاحبؓ

حضرت الحاج مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل المعروف بہ جٹ۔ ابن ''حبی فی اللہ شیخ برکت علی صاحب''۔ (ازالہ اوہام حصہ دوئم صفحہ 820)۔ قوم ککے زئی ساکن فیض اللہ چک، (نزد قادیان) 1893ء میں پیدا ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت و بیعت کا شرف 1903ء میں حاصل کیا۔ اسی سال حضرت شیخ حامد علی صاحب (جو آپؓ کے ماموں اور خسر بھی تھے) کی ہدایت پر نوعمری میں بغرض حصول تعلیم قادیان آئے اور تحصیل علم کے بعد یہیں رہائش پذیر ہوگئے۔ آپ کو جب حضرت حافظ صاحبؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور پیش کیا تو حضورؑ نے آپؓ کے سر پر ہاتھ رکھا اور 5 روپیہ وظیفہ کی سفارش فرمائی جبکہ اُس وقت تین روپیہ ماہوار سے زیادہ کسی شخص کا بھی وظیفہ نہ تھا۔ گو آپؓ بورڈنگ میں مقیم تھے لیکن اپنی ممانی (حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ کی اہلیہ) کے ساتھ حضورؑ کے گھر میں بھی رہے اور حضرت امّاں جان کے حسن سلوک سے لطف اندوز ہوئے۔ آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت اماں جانؓ جب اپنے کسی بچے کو کوئی چیز کھانے کو دیتیں تو اس خادم غلام زادے کو بھی کبھی فراموش نہ کرتیں۔ یہ احسانات حضرت اماں جانؓ کے صرف مجھ پر ہی نہ تھے بلکہ مجھ جیسے بیسیوں غلاموں کی زندگی کا ہر لمحہ حضرت ممدوحہ کے احسانات کا رہین تھا۔...... ہم صحن میں شور مچاتے اور کھیلتے۔ میری ممانی مجھے ڈانٹ دیتیں لیکن حضرت سیّدہ کبھی ناراض نہ ہوتیں بلکہ خوش ہوکر ہمیں دیکھتیں۔ مجھے وہ زمانہ بھی یاد ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مع حضرت امّ المومنین علیہا السلام کے، باغ میں تشریف لے جاتے۔ ہم بچے بھی ساتھ ہوتے دونوں آقاؤں کے سامنے ہم درختوں سے شہتوت اور لوکاٹ وغیرہ کے پھل توڑتے اور کھاتے۔ لیکن ہمارے یہ محسن و مہربان اس پر کبھی گرفت نہ کرتے بلکہ ہماری خوشی سے حقیقی خوشی اور راحت محسوس کرتے اور ہم حقیقت میں یہی سمجھتے کہ یہ باغ اور اس کے پھل ہماری ہی ملکیت ہیں۔

حضرت امّاں جانؓ کی شفقت اور احسان کا سلوک صرف میرے بچپن تک ہی محدود نہ رہا۔ بلکہ جب میں قابل شادی ہوا تو میری شادی کے جملہ انتظامات بھی انہوں نے اور حضرت مصلح موعودؓ نے فرمائے اور میرے آرام وسہولت کا ہر طرح خیال فرماتے رہے۔ جو ناز اور اعتماد کسی چہیتے بیٹے کو اپنے حقیقی والدین پر ہوسکتا ہے اس سے بڑھ کر ہمیں حضرت اماں جانؓ پر تھا۔ ایک دفعہ کسی تقریب پر حضرت امّاں جان نے میری بیوی یا اس کی بہن کو نہ بلایا جس پر وہ روٹھ گئی تو حضرت اماں جانؓ نے ازراہ شفقت خاص طور پر ان کو بلوایا اور دلداری کی۔

آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ بسا اوقات کئی ایک کام حضرت اماں جانؓ اپنے اس غلام کے سپرد فرماتیں۔ حالانکہ مجھ سے زیادہ اہل موجود ہوتے۔ اس کی وجہ میں یہی سمجھتا ہوں کہ حضرت ممدوحہ پرانے تعلق کو مدنظر فرماتیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحبؓ کی ساری زندگی ہی خدمت دین اور خدمت انسانیت سے معمور رہی۔ نہایت درجہ عالی ہمت جفاکش، بلند حوصلہ، معاملہ فہم، ذہین، بارعب، عالم باعمل بزرگ تھے۔ آپؓ کے ان اوصاف حمیدہ میں سے ایک ایک وصف نے آپ کو دین کی خدمت میں نمایاں حصہ ڈالنے کا موقعہ دیا۔ ایک شفیق استاد تھے۔ ادب عربی، فقہ اور انشاء کے مضامین میں خاصی مہارت رکھتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو پڑھانے کا شرف بھی حاصل کیا۔ عرصہ دراز تک مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ میں بطور ٹیوٹر بھی خدمت بجالاتے رہے۔ سالہا سال تک بورڈنگ سے دور واقع اپنی رہائشگاہ سے فجر کی نماز کے لئے طلباء کو جگا کر وقت پر نماز کے لئے لے جانا آپ کا معمول رہا۔ ملکی تقسیم سے سالہا سال قبل مسجد اقصیٰ میں امام مقرر ہوئے۔ لیکن جب امیر مقامی بنائے گئے تو قادیان کی دونوں مرکزی مساجد میں باری باری امامت فرماتے رہے۔ نماز باجماعت کی پابندی اور اوّل وقت میں نماز کی ادائیگی میں اپنی مثال آپ تھے۔

حضرت مولانا صاحبؓ 63 سال تک مرکز قادیان میں مناصب جلیلہ پر فائز رہے۔ بطور ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ، پروفیسر جامعہ احمدیہ، ناظر سپلائی جلسہ سالانہ، جنرل پریذیڈنٹ (صدر عمومی) لوکل انجمن احمدیہ، بوقت تقسیم رُکن امن کمیٹی، ناظم دارالقضاء، رکن بورڈ قضاء اور وقف جدید، صدر مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ، میونسپلٹی کے ممبر، نائب صدر اور صدر بھی رہے۔ سلسلہ کی خاطر اسیر بھی ہوئے۔ ملکی تقسیم کے وقت آپؓ نے قادیان میں ہی ٹھہرے رہنے کو ترجیح دی۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے آپؓ کو قادیان میں امیر مقامی اور پھر ناظر اعلیٰ کے اہم عہدوں پر فائز کیا جن کو آپؓ نے آخری وقت تک نہایت درجہ خوش اسلوبی اور ذمہ داری کے پورے احساس کے ساتھ سرانجام دیا۔ اتنا طویل عرصہ ناظر اعلیٰ، وکیل الاعلیٰ اور امیر مقامی رہنے میں آپ منفرد تھے۔

ساڑھے 29 سال کا لمبا عرصہ بطور امیر مقامی نہایت ذمہ داری سے گزارا۔ آپؓ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا۔ کسی کو بھی اپنی شکایت اور ضرورت آپ کے سامنے بیان کرنے میں کسی طرح کی روک نہ تھی۔ آپ ہر شخص کی بات بڑے صبر وتحمل اور بردباری سے سنتے اور اس پر بہت جلد کارروائی فرماتے اور ہر تکلیف رسیدہ کی تکلیف کو جلد از جلد دُور کرنے کی پوری سعی فرماتے۔

آپؓ ایک بزرگ عالم تھے۔ علم فقہ اور میراث میں مستند عالم مانے جاتے تھے۔ انتظامی اُمور میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ علاقہ میں غیرمسلموں کے ساتھ آپؓ کے گہرے ذاتی مراسم تھے۔ ملکی تقسیم کے وقت قادیان کی کثیر آبادی اور وہاں آنے والے مہاجرین کو جن حالات میں سے گزرنا پڑا اُس سے ماحول میں کدورت پیدا ہوچکی تھی۔ لیکن آپؓ نے پاکستان سے آکر قادیان میں آباد ہونے والے غیرمسلموں کی دلداری اور اُن کے ساتھ حسن سلوک کا نمونہ پیش فرمایا کہ وہ سب آپؓ کو اپنا ہی بزرگ یقین کرنے لگے اور آپ کی وفات پر دکھ کا اظہار کیا، جنازہ وتدفین کے وقت موجود رہے اور آپؓ کی قبر پر مٹی ڈالی۔

آپؓ طبعی طور پر جہیر الصوت واقع ہوئے تھے۔ اور اپنی خوبصورت بلند آواز میں جب بھی قرآن کریم کی قراءت فرماتے تو دُور تک ہر لفظ بہت عمدگی سے سنا جاتا اور ہر سننے والا اس سے متأثر ہوتا۔

اگرچہ ابتدا میں آپ بطور مقرّر اور خطیب سامنے نہیں آئے۔ لیکن جب حضرت مصلح موعودؓ نے آپؓ کو اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو باری باری جمعہ پڑھانے کا خصوصی ارشاد فرمایا تو اس وقت کے بعد سے آپ کا یہ وصف بھی خوب چمک کر سامنے آیا۔ بلکہ قومی اور ملکی تقریبات کے بہت سے پبلک جلسوں میں بھی آپ کو خطاب کرنے کا بارہا موقع ملا اور آپ نے بڑے ہی مؤثر طریق پر اور بڑی سادہ زبان میں اپنے مافی الضمیر کو ادا کیا۔

آپؓ لِمَا تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ کی روشنی میں ہمیشہ تاکیدی نصائح کیا کرتے تھے۔

عمر کے آخری سالوں میں اکثر مغرب کی نماز کے بعد نماز عشاء تک مسجد اقصیٰ میں ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ اکثر روحانیت سے لبریز مجلس بھی جاری رہتی۔

آپؓ کی وفات 20-21 جنوری 1977ء کی درمیانی شب بعمر 84 سال حرکت قلب بند ہوجانے کے نتیجہ میں ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

حضرت بابا محمد احمد خان صاحبؓ

حضرت بابا محمد احمد خان صاحبؓ عرف بھمبو خاں صاحب ولد غلام حسین صاحب سٹروعہ ضلع ہوشیارپور کے رہنے والے تھے اور تقسیم ملک سے قبل دارالمسیحؑ کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھروں میں ایک ڈیوڑھی کے دربان تھے۔ بوڑھے، مخلص اور غریب طبع درویش تھے۔ تقسیم ملک کے بعد بھی یہیں کے ہوگئے اور بیسن کی مٹھائیاں بنا کر بیچنا شروع کیا اور اسی پر گزارہ تھا۔ بہت دُعاگو بزرگ تھے۔

20 جولائی 1950ء کو 87 سال کی عمر پاکر وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

حضرت خواجہ محمد اسماعیل صاحبؓ

حضرت خواجہ محمد اسماعیل صاحبؓ ولد خواجہ غلام رسول صاحب امرتسری کی بیعت 1904ء کی ہے۔ آپؓ کچھ عرصہ کے بعد قادیان سے بعض مجبوریوں کی بِنا پر پاکستان چلے گئے اور وہیں آپؓ کی وفات ہوئی۔

حضرت حافظ عبدالرحمٰن صاحبؓ

حافظ عبدالرحمٰن صاحب 1889ء میں پیدا ہوئے۔ پشاور آپ کا آبائی وطن تھا۔ آپ کے والد حضرت احمد جان صاحب پشاوریؓ اپنے اہلِ خانہ سمیت حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہی قادیان تشریف لے آئے تھے۔ مرحوم کی ولادت یہیں ہوئی۔ اس موقع پر حضرت اُمّ المومنینؓ نے اپنے پاس سے آپ کے لئے کرتہ عطا فرمایا جو ولادت کے بعد آپؓ کو پہنایا گیا۔ والدین کی وفات پر آپ کے بچپن کا زمانہ حضرت اُمّ المومنینؓ ہی کے کنار عاطفت میں گزرا۔

حضرت حافظ صاحبؓ اپنی کمزوریٔ بینائی کی وجہ سے حصول تعلیم سے محروم رہے۔ لیکن قرآن مجید کے کچھ حصے یاد تھے۔ علم تجوید سے کچھ واقف تھے اور قدرت کی طرف سے لحنِ داؤدی عطا ہوا تھا۔ اس لئے قرآن کریم کی تلاوت مرکزی جلسوں میں بہت عمدہ طریق سے کرنے کی سعادت پایا کرتے تھے اور نظمیں بھی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ 1927ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ شملہ تشریف لے گئے تو آپؓ بھی ہمراہ تھے۔ شملہ میں ایک کُل ہند مشاعرہ میں حافظ صاحب نے حضورؓ کی نظم۔

''ساغرِ حُسن تو پُر ہے کوئی مَے خوار بھی ہو''

سنائی جو بہت پسند کی گئی اور پھر سامعین کی فرمائش پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک فارسی نظم بھی سنائی۔

دورِ درویشی میں نظر کی کمزوری کے باوجود آپؓ سلسلہ پر بوجھ نہ بنے اور چائے کی دکان کھول کر قریباً بیس سال خود اپنی کفالت کی۔ بعدازاں نظر کی کمزوری کے ساتھ جسمانی کمزوری بھی غالب آگئی تو دکان بند کردی اور انجمن کے وظیفہ پر گزارہ رہا۔ معاملات میں بہت صاف تھے۔ آپؓ کا قیام دارالمسیح کے اندر تھا اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی ہمسائیگی تھی چنانچہ آپؓ کو خاندان اقدس کی خدمت کی توفیق کئی سال تک عطا ہوئی اور محترم صاحبزادہ صاحب نے بھی کمال شفقت سے آپؓ کے طعام وآرام کا خیال رکھا اور علاج میں بھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔

محترم حافظ صاحبؓ 15 دسمبر 1974ء کو وفات پاکر بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔

حضرت بابا اللہ بخش صاحبؓ

حضرت بابا اللہ بخش صاحبؓ ولد مکرم محکم دین صاحب آف ہرچووال (نزد قادیان) نے غالباً 1905ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت و زیارت کی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5 ستمبر 2011ء میں ''درود شریف'' کے عنوان سے مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب کی نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

خدا کے نور سے معمور ہے درود شریف
کلام پاک میں مذکور ہے درود شریف
حضور رحمت ایزد کا نسخۂ آساں
خدا کے فضل کا منشور ہے درود شریف
سکونِ قلب میسر ہو جس کی برکت سے
ہو جس سے روح بھی مسرور، ہے درود شریف
ملے ہے اس سے قبولیت دعا کا شرف
خدا کے قرب کا دستور ہے درود شریف
غلامِ در ہی مقامِ کلیم پاتے ہیں
یہاں بمنزلہ طُور ہے درود شریف

سعادت حاصل کی۔ پیشہ کے لحاظ سے آپؓ جفت ساز تھے۔

آپ نہایت شریف النفس کم گو اور عابد وزاہد بزرگ تھے۔ اپنی جوانی کے ایام میں حضرت مسیح موعودؑ کی ڈیوڑھی میں دربانی کا شرف کئی سال تک حاصل رہا اور اس کے بعد حضرت نواب محمد علی خاں صاحبؓ کے خانگی ملازموں میں شامل ہوگئے۔ آپ نہایت متوکل، سادہ طبع اور عبادت گزار انسان تھے اور آپ کو دیکھ کر عبودیت کا مفہوم ذہن نشین کرنا آسان ہوجاتا تھا۔ نصف شب سے ہی وضو کر کے نوافل اور دُعاؤں میں مشغول ہوجاتے۔

آپؓ کے اکلوتے فرزند میاں علم الدین صاحب احمد نگر (نزد ربوہ) میں مقیم تھے جنہیں آپؓ کی آخری بیماری میں کچھ عرصہ قادیان جاکر آپؓ کی خدمت کی توفیق ملی۔

حضرت بابا اللہ بخش صاحبؓ درویش کی وفات 31/جولائی 1964ء کو 82 سال کی عمر میں ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

حضرت میر عبدالسبحان صاحبؓ (مستری)

حضرت میر عبدالسبحان صاحبؓ ولد مکرم رحمٰن میر صاحب ساکن لاہور نے 1903ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت حاصل کی۔

حضرت میر صاحبؓ کشمیری النسل تھے اس لئے ایک مخصوص طرز کا لمبا سا چوغہ پہنتے تھے۔ آپ کا قد درمیانہ، رنگ سفید، اور نقوش باریک تھے۔ اپنی عمر کے آخری تین سال وہ چلنے پھرنے سے بالکل معذور ہوگئے۔ ایسے میں ہر وقت قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف رہتے۔ شنوائی بہت کم تھی اس لئے لکھ کر بات سمجھانا پڑتی تھی اور زبانی جواب دیتے تھے۔ جہیر الصوت تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار اور شرح القصیدہ اکثر اونچی آواز سے پڑھتے۔ آپ معمولی معماری کا کام اور چونا قلعی کا کام جانتے تھے۔

مرحوم موصی تھے اور تحریک جدید کے دورِ دوم کے مجاہد تھے۔ 23/اپریل 1961ء کو بعمر 74 سال وفات پاکر بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

حضرت میاں محمد الدین صاحبؓ

آپ حضرت مسیح موعودؑ کے 313 اصحاب میں شامل تھے۔ 1872ء میں پیدا ہوئے اور 1894ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ یکم نومبر 1951ء کو وفات پاکر بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن کئے گئے۔

قبل ازیں آپؓ کا مختصر ذکر خیر ہفتہ روزہ ''الفضل انٹرنیشنل'' 8 اپریل 2016ء کے ''الفضل ڈائجسٹ'' میں شامل اشاعت کیا جاچکا ہے۔ زیر نظر مضمون میں جو اضافی امور بیان ہوئے ہیں وہ ذیل میں پیش ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بذریعہ خط بیعت کرنے کے ایک سال بعد جب آپ دستی بیعت کے لئے قادیان میں حاضر ہوئے تو آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ قرآن شریف کس طرح آئے؟ آپؑ نے فرمایا: میاں محمد الدین! اِتَّقُوا اللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ (تم تقویٰ کرو خود تمہارا خدا استاد ہوجائے گا)۔ مَیں نے حضورؑ کی اس بات کو پلّے باندھ لیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن کو روشن کردیا اور مجھے بہت سی باتیں یاد رہنے لگیں حتی کہ عین بڑھاپے میں مَیں نے حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ سے چالیس حدیثیں مع جملہ راویوں کی سند کے یاد کرلیں۔ ایک حدیث تو 30 واسطوں سے سیّدنا حضرت علیؓ تک پہنچی ہے۔

آپؓ مزید فرماتے ہیں کہ اسی مجلس میں پھر میرے دل میں گزرا کہ میں علم دین سے ناواقف ہوں اور مولوی لوگ مجھے تنگ کریں گے مَیں کیا کروں گا اور پوچھنے سے بھی شرم کررہا تھا کہ آپ نے بغیر میرے سوال کے ایسے بلند لہجہ میں رُعبناک انداز سے فرمایا کہ میں کانپ گیا۔ فرمایا: ہماری کتابوں کو پڑھنے والا کبھی مغلوب نہیں ہوگا۔

جنوری 1897ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 313 اصحاب کی فہرست مشمولہ انجام آتھم میں حضرت میاں محمد الدین صاحبؓ کا نام تیسرے نمبر پر درج فرمایا۔ اسی سال ''سراجِ منیر'' شائع ہوئی جس میں مہمان خانہ قادیان کے چندہ دہندگان میں بھی آپؓ کا نام شامل تھا۔ ازاں بعد 24/فروری 1898ء کے اشتہار (مشمولہ 'کتاب البریہ') میں آپؓ کا نام 10ویں نمبر پر شائع ہوا۔

منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے آپؓ نے ایک سو روپیہ خدمت اقدسؑ میں پیش کیا اور ایک سو روپیہ ''ریویو آف ریلیجنز'' کے لئے چندہ دیا۔ اکتوبر 1906ء میں آپؓ نے اپنی جائداد کے پانچویں حصہ کی وصیت کی اور 1909ء میں حصہ جائداد ادا بھی کردیا۔ ازاں بعد اپنی آمد کی بھی وصیت کردی اور آخر دم تک اس کی ادائیگی کرتے رہے۔ آپؓ کا وصیت نمبر 158 تھا۔

1929ء میں بطور واصل باقی ملازمت سے ریٹائرڈ ہوکر آپؓ نے اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کردی۔ کشمیر فنڈ جمع کیا۔ ضلع گجرات کی جماعتوں کا بجٹ تیار کیا۔ کچھ عرصہ سندھ کی اراضیات کے نگران رہے۔ پھر دفتر جائداد صدرانجمن احمدیہ میں سرگرم عمل رہے۔ 12/ستمبر 1947ء کو ہجرت کرکے پاکستان آگئے مگر 11 مئی 1948ء کو حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر لبّیک کہہ کر مستقل طور پر قادیان تشریف لے گئے۔ درویش آپ سے دینی مسائل سیکھتے اور ناظرہ قرآن پڑھتے تھے۔ آپؓ کی اکثر اولاد بھی سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف ہوئی۔

حضرت شیخ میاں مولیٰ بخش صاحبؓ باورچی

حضرت شیخ میاں مولیٰ بخش صاحبؓ کے والد مکرم خیرات اللہ صاحب آف یوپی لمبی مدّت سے لنگرخانہ میں باورچی تھے اور اپنے فن کے اُستاد تھے۔ نماز روزہ کے بڑے پابند تھے، بالخصوص تہجد کے لئے نہ صرف خود اُٹھتے تھے بلکہ مسجد مبارک جانے سے قبل درّثمین کے اشعار پڑھتے ہوئے سارے احمدیہ محلّہ کا ایک چکر لگاتے اور درویشوں کو بیدار کرتے۔ پورے سات سال اُن کا یہی معمول رہا اور مرض الموت میں جاکر ختم ہوا۔

آپؓ کی بیعت 1908ء کی تھی۔ تقسیم مُلک کے وقت آپؓ کی عمر 73 سال کی تھی لیکن ابھی تک صدرانجمن احمدیہ کے کارکن تھے مگر جب کمزوری زیادہ ہوگئی تو پنشن مل گئی۔ 80 سال کی عمر میں 24 جولائی 1954ء کو وفات پاکر بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

حضرت بھائی شیر محمد صاحبؓ دکاندار

حضرت بھائی شیر محمد صاحبؓ کے والد مکرم شیخ میراں بخش صاحب آف دھرم کوٹ رندھاوا تھے۔ آپؓ نے قریباً 1906ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی توفیق پائی اور پھر زمانہ طفولیت میں ہی قادیان آکر اپنے آقا کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ خلافت اولیٰ میں آپ مستقل طور پر قادیان ہجرت کرآئے جہاں آپؓ نے سٹیشنری وغیرہ کی دکان کھول لی تھی۔ تقسیم ملک کے بعد آپؓ ہجرت کرکے پاکستان چلے گئے تھے لیکن حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر 1948ء میں اپنے اہل وعیال کی محبت پر قادیان کی حفاظت کو ترجیح دے کر قادیان آگئے۔ بہت خوددار اور باہمت تھے۔ درویشی اس شان سے اختیار کی کہ صدرانجمن احمدیہ سے کوئی خرچ لینا گوارا نہ کیا۔ چندوں اور نمازوں میں باقاعدگی، کم گوئی، خدا سے تعلق یا خود اپنے کام سے تعلق ساری عمر رہا۔ آپ نے واقعی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے مطابق زندگی گزاری کہ اس دنیا میں یوں زندہ رہو کہ اپنے آپ کو راہِ ملک عدم کا مسافر سمجھتے رہو۔

زندگی کے آخری چند سال لاچار ہوکر چارپائی پر گزارے۔ ایسے میں آپؓ کے ہم زلف حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحبؓ فاضل نے آپؓ کی خدمت اپنے ذمہ لئے رکھی۔ آپؓ کی وفات 24/نومبر 1974ء کو 85 سال کی عمر میں ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

آپؓ نہایت درجہ دُعاگو، سنجیدہ طبع، منکسر المزاج نرم خُو اور سِیْمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ کے مصداق تھے۔ بلا امتیاز مذہب وملت خدمت خلق اور رفاہ عام کے کام کرتے تھے۔ چنانچہ احاطہ لنگرخانہ میں اور ویدکور آریہ ہائی سکول کے پاس آپ نے پانی کا ایک ایک نلکہ لگوایا تھا۔ احباب قادیان سے مشفقانہ سلوک کرتے تھے اور ہمدردانہ مشورہ دیتے۔ آپ 1/3 حصہ کے موصی تھے۔ مجاہد تحریک جدید اور وقف جدید وغیرہ تھے۔ اپنے خرچ پر علاقہ ملکانہ میں تبلیغی جہاد کیا۔

آپؓ کی اہلیہ اوّل محترمہ فاطمہ صاحبہ دختر حضرت شیخ نور احمد صاحبؓ مختار عام قادیان کے 1918ء میں وفات پانے پر آپؓ کی شادی محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ دختر حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ خادم خاص سے ہوئی۔ اہلیہ اوّل سے ایک بیٹی اور اہلیہ ثانی سے تین بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔

24/نومبر 1974ء کو بعمر 86 سال وفات پاکر بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔

حضرت میاں صدرالدین صاحبؓ

حضرت میاں صدرالدین صاحبؓ ولد میاں رحیم بخش صاحب نے 1894ء سے قبل حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت پائی۔ قادیان کی مقامی آبادی میں سے احمدی ہونے والوں میں وہ ابتدائی مخلصین میں شامل تھے۔

آپؓ باوجود ناخواندہ ہونے کے بہت نیک اور متقی بزرگ تھے۔ امانت و دیانت میں قادیان اور اس کے ماحول میں بہت مشہور تھے اور اپنے اور غیر سبھی آپ کے مداح تھے۔ پہلے آپؓ کا پیشہ کمہار کا تھا۔ 1900ء میں منارۃ المسیح کی بنیاد رکھنے کے لئے مٹی کھود کر باہر نکالنے والوں میں آپ بھی شامل تھے۔ بعد میں آٹے اور دالوں کی دکان کھول لی جو اُن کی امانت و دیانت کی وجہ سے خوب چلی۔ تقسیم ملک سے کچھ قبل کاروبار میں اچانک نقصان کی وجہ سے وہ مقروض ہوگئے اور کاروبار جاتا رہا اور آپؓ محض درویشی وظیفہ پر گزارہ کرنے لگے۔ لیکن آفرین ہے اس اسّی سالہ بوڑھے کی جواں ہمّتی پر کہ اس نے زمانہ درویشی ہی میں وہ قرض اس طرح بے باق کیا کہ انہوں نے لنگرخانہ کو آٹے اور دالوں کی سپلائی شروع کردی۔ ساری اجناس وہ اپنے بوڑھے کمزور ہاتھوں سے صاف کرتے اور خود چکی چلاکر دالیں بناتے اور یوں اس پِیر فرتوت نے اپنی جھریوں والی کمزور بانہوں کے بل پر سارا قرض اُتار دیا۔ بعض قرض خواہ کہتے تھے کہ آپ کے حالات تبدیل ہوگئے ہیں اس لئے قرض معاف کیا جاسکتا ہے لیکن مرحوم کی غیرت نے اسے گوارا نہ کیا اور سب کو یہی جواب دیا کہ میں قرض کا بوجھ سر پر لئے قبر میں نہیں جانا چاہتا۔

وفات سے چار پانچ سال قبل آپؓ کی بینائی جاتی رہی تھی لیکن آپؓ مسجد میں برابر پہنچتے تھے تا آنکہ ضعفِ پیری نے قدم بالکل ماؤف کردیئے۔

آپؓ کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ آپؓ کے ایک بیٹے محترم میاں محمد عبداللہ صاحب مرحوم نے بھی درویشی کی سعادت پائی جو لنگرخانہ میں نان پز کا کام کرتے رہے۔ جبکہ بیٹی بھی قادیان میں اور ایک بیٹے ربوہ میں مقیم رہے۔

حضرت میاں صدرالدین صاحب دراز قد اور خوبصورت خدوخال رکھتے تھے۔ کسی مستقل بیماری کے باعث موسم گرما میں بھی روئی دار واسکٹ پہنتے اور پنڈلیوں پر گرم اُونی پٹیاں باندھتے تھے۔ قریباً 91 سال کی عمر میں 4 دسمبر 1960ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ خاص میں سپرد خاک کئے گئے۔

حضرت میاں محمد عبداللہ صاحب افغانؓ

حضرت میاں محمد عبداللہ صاحب افغانؓ ولد حضرت عبدالغفار خان صاحبؓ ساکن خوست علاقہ کابل نے بیعت کی سعادت 1903ء میں حاصل کی جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کا شرف 1905ء میں حاصل ہوا۔

آپ پہلے خوست سے قادیان ہجرت کرکے مہاجر بنے اور پھر قادیان میں مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے ٹھہر کر انصار بھی بن گئے۔ آپؓ کا علم تو کم تھا لیکن نورِ ایمان سے وافر حصہ پایا تھا۔ اور نورِ نبوت سے براہِ راست اکتساب نے اس نورِ ایمان کو اور بھی جلا بخش دی تھی۔ آپؓ نے اپنی ساری زندگی بڑے صدق وخلوص سے گزاری۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ساتھ پہرہ دار کے طور پر بھی خدمات بجالاتے رہے اور پھر خزانہ صدرانجمن احمدیہ کے پہرہ دار رہے اور یہی خدمت زمانہ درویشی میں بھی جاری رہی۔ نہایت مخلص، خاموش طبع اور اپنے کام سے کام رکھنے والے بزرگ تھے۔ آپ حضرت مولوی عبدالستار صاحب عرف ''بزرگ صاحب'' کے بھتیجے تھے۔

آپؓ ابتدائے 1952ء میں بیمار ہوگئے اور بیماری طول پکڑ گئی۔ کافی علاج معالجہ قادیان اور دھاریوال کے ہسپتالوں میں ہوتا رہا۔ بعض درویش بھائیوں نے اپنا خون بھی دیا لیکن 18/اپریل 1954ء کو بعمر 60 سال آپؓ وفات پاگئے اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

حضرت حاجی ممتاز علی خانصاحب صدیقیؓ

آپ حضرت خان ذوالفقار علی خان صاحبؓ گوہر کے فرزند تھے۔ ریاست رامپور میں قریباً 1889ء میں پیدا ہوئے۔ 1904ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ 19/جولائی 1954ء کو وفات پاکر بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔ قبل ازیں آپؓ کا مختصر ذکر خیر ہفتہ روزہ ''الفضل انٹرنیشنل'' 8 مئی 2009ء کے ''الفضل ڈائجسٹ'' میں شامل اشاعت کیا جاچکا ہے۔

(یہ مضمون آئندہ شمارہ میں جاری رہے گا۔ انشاءاللہ)

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10 اگست 2011ء میں مکرم مشہود احمد ناصر نودی صاحب کی ایک نظم رمضان المبارک کے حوالہ سے شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

مبارک صد مبارک ہو کہ پھر ماہِ صیام آیا
سرِ بام اس کے استقبال کو ہر خاص و عام آیا
یہ اسلامی مہینوں کا نواں ماہِ مقدّس ہے
مبارک سب مہینے ہیں مہینوں کا امام آیا
سخاوت اور عبادت میں سبھی مشغول ہوجائیں
غریبوں بے کسوں کے واسطے خوشکن پیام آیا
تری خاطر جو صائم کھانا پینا چھوڑ دے مولا
پکارے تجھ کو پھر وہ کون ہے جو تشنہ کام آیا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
June 03, 2016 – June 09, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday June 03, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat: Surah Al-Haadeed, verses 1-13 with Urdu translation.
00:35 Dars Majmooa Ishtihirat
01:05 Yassarnal Quran: Lesson no. 17.
01:20 Reception At Houses Of Parliament: Recorded on June 11, 2013.
02:25 Spanish Service
03:00 Pushto Muzakarah
03:15 Qur'an Sab Se Acha
03:45 Tarjamatul Qur'an Class: Verses 146-166 of Surah Aale Imraan by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu and Arabic. Class no. 46. Recorded on March 23, 1995.
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 98.
06:00 Tilawat: Surah Al-Haadeed, verses 14-21 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith: Sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw).
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 18.
07:00 Tabligh Seminar Germany: Recorded on June 29, 2013.
07:45 Open Forum
08:20 Rah-e-Huda: Recorded on April 30, 2016.
10:00 Indonesian Service
11:00 Deeni-o-Fiqahi Masail
11:30 Live Transmission From Baitul Futuh
12:00 Live Friday Sermon
13:00 Live Transmission From Baitul Futuh
13:35 Tilawat: Surah An-Nisa, verses 76-87.
13:50 Seerat-un-Nabi: About the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
14:35 Shotter Shondhane: Recorded on May 26, 2016.
15:40 Braheen-e-Ahmadiyya: Discussion on the book written by the Promised Messiah (as).
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 18.
18:00 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:00 World News
20:25 Open Forum
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda: Recorded on April 30, 2016.

Saturday June 04, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:55 Tabligh Seminar Germany
01:30 Braheen-e-Ahmadiyya
02:10 Friday Sermon: Recorded on June 03, 2016.
03:20 Rah-e-Huda
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 99.
06:00 Tilawat: Surah Al-Mujaadalah, verses 1-8 with Urdu translation.
06:10 In His Own Words
06:35 Al-Tarteel: Lesson no. 38.
07:05 Jalsa Salana Germany Address: Recorded on June 07, 2015.
08:05 International Jama'at News
08:40 Story Time: Programme no. 22.
09:00 Question & Answer Session
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon [R]
12:15 Tilawat: Surah An-Nisa, verses 88-96.
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Blessings And Importance Of Ramadhan
15:45 Ramadhan Dars-e-Hadith: Sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw) on Ramadhan.
16:00 Live Rah-e-Huda
17:45 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
19:50 World News
20:10 Jalsa Salana Germany Address [R]
21:15 Rah-e-Huda [R]
22:50 Friday Sermon [R]

Sunday June 05, 2016

00:05 World News
00:20 Tilawat
00:30 In His Own Words
00:55 Al-Tarteel
01:25 Jalsa Salana Germany Address
02:50 Friday Sermon: Recorded on June 03, 2016.
04:00 Blessings And Importance Of Ramadhan
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 100.
06:00 Tilawat: Surah Al-Mujaadalah, verses 9-14 with Urdu translation.
06:10 Dars-e-Ramadhan: The topic is 'sighting of the moon'.
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 18.
06:50 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on October 20, 2012.
08:00 Faith Matters: Programme no. 192.
09:05 Question And Answer Session:Rec. July 09, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on February 13, 2015.
12:10 Tilawat: Surah An-Nisa, verses 97-110.
12:20 Dars-e-Ramadhan
12:40 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 18.
13:00 Friday Sermon: Recorded on June 03, 2016.
14:10 Shotter Shondhane
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
16:20 Blessings And Importance Of Ramadhan
17:05 Kids Time: Programme no. 22.
17:35 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
19:30 Live Beacon Of Truth
20:35 Roots To Branches
21:00 Introduction To The Life Of Holy Prophet Muhammad (saw)
21:20 In His Own Words
22:00 Friday Sermon [R]
23:10 Question And Answer Session [R]

Monday June 06, 2016

00:05 World News
00:25 Tilawat
00:40 Dars-e-Ramadhan
01:00 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 18.
01:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
02:30 Roots To Branches
03:00 Friday Sermon: Recorded on June 03, 2016.
04:15 Blessings And Importance Of Ramadhan
05:00 Introduction To The Life Of Holy Prophet Muhammad (saw)
05:20 Liqa Maal Arab: Session 101.
06:00 Tilawat: Surah Al-Mujaadalah, verses 15-23.
06:15 Dars-e-Ramadhan: the topic is 'welcoming the blessed month of Ramadhan'.
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 378.
07:00 Reception In Singapore: Rec. Sept 26, 2013.
08:00 International Jama'at News
08:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on July 13, 1997.
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on January 08, 2016.
11:05 Jalsa Salana Qadian Speech: Recorded on December 28, 2015.
11:20 Seerat-e-Rasool: About the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
12:00 Tilawat: Surah An-Nisa, verses 111-127.
12:15 Dars-e-Ramadhan
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on July 16, 2010.
14:10 Shotter Shondane: Recorded on May 28, 2016.
15:15 Jalsa Salana Qadian Speech [R]
15:25 Seerat-e-Rasool [R]
16:00 Rah-e-Huda: Recorded on May 28, 2016.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:05 World News
18:25 Reception In Singapore [R]
19:25 Somali Service
19:50 In His Own Words
20:25 Rah-e-Huda: Recorded on May 28, 2016.
22:00 Friday Sermon [R]
23:10 Jalsa Salana Qadian Speech [R]
23:20 Seerat-e-Rasool [R]

Tuesday June 07, 2016

00:00 World News
00:20 Dars-e-Ramadhan
00:35 Al-Tarteel
01:10 Islami Mahino Ka Ta'aruf
02:25 Tilwat: Surah Faatiha and Surah Baqarah: Part 1.
03:25 Seerat-e-Rasool
04:00 Kids Time
04:30 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
04:55 Dars-ul-Qur'an
06:00 Tilawat: Surah Faatiha and Surah Al-Baqarah, verses 1-72.
06:55 Dars-e-Ramadhan
07:10 Yassarnal Quran: Lesson no. 19.
07:30 In His Own Words
08:00 Blessings And Importance Of Ramadhan
08:50 Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail
10:00 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Quran: Verses 1-5 of Surah Al-Imran, by Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 32. Recorded on January 31, 1987
13:00 Tilawat: Surah Al-Hashr, verses 1-8.
13:15 Dars-e-Ramadhan [R]
13:30 Yassarnal Quran [R]
14:00 Shotter Shondane: Recorded on May 28, 2016.
15:00 Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail
16:00 Food For Thought-Food labels
16:30 Faith Matters: Programme no. 192.
17:35 Yassarnal Quran [R]
17:50 World News
18:15 Live The Bigger Picture
19:00 Noor-e-Mustafwi
19:20 Tilawat: Part 1.
20:20 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on June 03, 2016.
21:30 Dars-ul-Qur'an [R]
23:30 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 73-142.

Wednesday June 08, 2016

00:30 World News
00:45 In His Own Words
01:20 Tilawat: Part 2
02:25 Noor-e-Mustafwi
02:45 Press Point: Recorded on May 22, 2016.
03:45 Story Time: Programme no. 22.
03:55 Dars-ul-Qur'an
06:00 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 143-197 with Urdu translation.
06:55 Ramadhan Drs-e-Hadith: The topic is 'blessings of fasting'.
07:25 Al-Tarteel: Lesson no. 38.
08:00 The Bigger Picture: Recorded on June 07, 2016.
08:50 The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
09:25 Roohani Khazaa'in Quiz
09:50 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an: Recorded on February 06, 1987.
13:00 Tilawat: Surah Al-Hashr, verses 9-15.
13:10 Ramadhan Drs-e-Hadith [R]
13:30 Al-Tarteel: Lesson no. 38.
14:00 Shotter Shondane: Recorded on May 29, 2016.
15:05 Deeni-o-Fiqahi Masail
15:35 Kids Time: Programme no. 22.
16:05 Islami Mahino Ka Ta'aruf
16:50 Roohani Khazaa'in Quiz [R]
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan [R]
19:30 French Service
19:25 Tilawat
20:25 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
20:55 Kids Time [R]
21:30 Dars-ul-Qur'an [R]
23:00 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 198-253.

Thursday June 09, 2016

00:00 World News
00:20 The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
00:55 Roohani Khazaa'in Quiz
01:15 Tilawat
02:25 Deeni-O-Fiqahi Masail
02:55 Islami Mahino Ka Ta'aruf
03:40 In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
04:15 Dars-ul-Qur'an
06:05 Tilawat & Dars-e-Ramadhan
07:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 19.
08:00 In His Own Words
08:30 Beacon Of Truth
09:20 Introduction To The Life Of Holy Prophet Muhammad (saw)
09:55 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an
12:25 As-Sayyam
13:05 Tilawat: Surah Al-Hashr, verses 16-25.
13:20 Dars-e-Ramadhan [R]
13:35 Yassarnal Quran [R]
14:00 Friday Sermon: Recorded on June 03, 2016.
15:05 Introduction To The Life Of Holy Prophet Muhammad (saw) [R]
15:30 Qur'an Sab Se Acha
16:00 Persian Service: Programme no. 57.
16:30 Beacon Of Truth
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:30 Introduction To The Life Of Holy Prophet Muhammad (saw) [R]
19:15 Tilawat: Part 3.
20:25 Faith Matters: Programme no. 175.
21:30 Dars-ul-Qur'an [R]
23:00 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 22-92.

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 23 Friday 03 June, 2016 Issue No. 23

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ ڈنمارک 2016ء

لجنہ اماء اللہ (ڈنمارک)، مجلس انصار اللہ (ڈنمارک) اور مجلس خدام الاحمدیہ (ڈنمارک) کی نیشنل عاملہ کے ممبران سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی الگ الگ میٹنگز۔ مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کا جائزہ اور نہایت اہم ہدایات۔ اطفال الاحمدیہ ڈنمارک کی حضور انور کے ساتھ کلاس۔ بچوں کے ساتھ دلچسپ مجلس سوال و جواب۔ انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ بیسیوں افراد مرد وزن نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

7؍ مئی 2016ء بروز ہفتہ

صبح سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد نصرت جہاں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، رپورٹس اور خطوط ملاحظہ فرمائے اور ان خطوط، رپورٹس پر اپنے دست مبارک سے ہدایات سے نوازا۔ حضور انور کے یہاں قیام کے دوران لندن مرکز اور دیگر ممالک سے جو ڈاک، ای میلز، فیکسز موصول ہو رہی ہیں حضور انور روزانہ انہیں ملاحظہ فرماتے ہیں اور ہدایات سے نوازتے ہیں۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز و انفرادی احباب کی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

مجموعی طور پر 48 فیملیز کے 160؍افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ہر ایک نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کا شرف پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو ازراہ شفقت چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

آج ملاقات کا شرف پانے والی یہ فیملیز ڈنمارک جماعت کے درج ذیل 12 حلقوں سے آئی تھیں۔

Albertslund, Copenhagen, Broendby, Hvidovre, Fredriksvaerk, Jutland, Aarhus, Amager, Taastrup, Vallensbaek, Haslev, Odense.

علاوہ ازیں جرمنی سے آنے والے بعض احباب نے بھی شرف ملاقات پایا۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دو بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد نصرت جہاں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ ڈنمارک کے ساتھ میٹنگ

پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میٹنگ روم میں تشریف لائے جہاں نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ ڈنمارک کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔

حضور انور نے دعا کروائی۔ بعد ازاں صدر لجنہ نے عاملہ کا تعارف کروایا۔

حضور انور کے مجالس اور تجنید کے بارہ میں دریافت فرمانے پر جنرل سیکرٹری صاحبہ نے بتایا کہ ہماری مجالس کی تعداد چھ ہے۔ جن میں سے پانچ مجالس ریگولر رپورٹس دیتی ہیں اور ڈنمارک لجنہ کی تجنید 180 ہے اور ناصرات کی تعداد 35 ہے جبکہ 24 بچیاں سات سال کی عمر سے چھوٹی ہیں۔

بعد ازاں حضور انور نے سیکرٹری تربیت سے ان کے شعبہ کے لائحہ عمل کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ لجنہ کو سب سے پہلے نمازوں اور قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دلائیں۔ آپ ایک تو ماؤں کو کہہ دیں کہ گھروں میں نماز پڑھیں اور تلاوتِ قرآن کریم کریں۔ **نمازیں اور قرآن کریم کی تلاوت یہ سب سے ضروری اور بنیادی چیز ہے۔ پھر یہ کہ گھروں میں MTA سنیں اور اپنے بچوں کو بھی MTA کے پروگرام دکھائیں۔ MTA سے وابستہ کریں۔**

حضور انور نے فرمایا میں نے خطبہ جمعہ میں بھی کہا تھا کہ MTA کے ذریعہ میرے خطبات ہر گھر میں، ہر جگہ پہنچ رہے ہیں۔ میں نے کہا تھا جو سننا چاہے سُن سکتا ہے تو اس سے مراد یہ تھی کہ کم از کم خطبہ تو سن لیا کریں اور اگر یہ نہیں تو خطبہ کا خلاصہ نکال لیا کریں اور ڈینش زبان میں ترجمہ کر کے اپنی ممبرات کو پہنچائیں۔

حضور انور نے فرمایا: خطبات کا اگر ڈینش ترجمہ نہیں ہوتا تو اپنے مربی صاحب سے لے کر لجنہ تک پہنچائیں۔

حضور انور نے فرمایا: تربیت کا شعبہ، اگر سیکرٹری MTA اور شعبہ اشاعت کے ساتھ مل کر پروگرام بنا لیں اور جائزہ لے لیں کہ اس ہفتہ میں یا اس مہینہ میں MTA پر کون کون سے پروگرام آ رہے ہیں۔ ان میں سے کون سے اچھے اور فائدہ مند ہو سکتے ہیں تو پھر یہ پروگرام اپنی لجنہ کو سنائیں جن کو اردو میں سمجھ نہیں آتی ان کو انگلش میں سنا دیا کریں۔ یہاں کی زبان جاننے والی لڑکیوں کو اپنی ٹیم میں شامل کریں۔ اس کام کے لئے ٹیمیں بنائیں تا کہ آپ کی اگلی نسلیں تباہ نہ ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: نوجوان بچیاں ہیں اور نوجوان بچے ہیں، لڑکوں کو بھی اور لڑکیوں کو بھی عورتیں سنبھالیں۔ مَرد تو نہیں سنبھالیں گے۔ اسی لئے **تربیت کا جو شعبہ ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے سپرد کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ ماؤں کے قدموں تلے جنت ہے، یہ تربیت کی وجہ سے ہی فرمایا ہے۔ ماں کے قدموں تلے جو جنّت ہے وہ اولاد کی تربیت کی وجہ سے ہی ہے۔ اور صرف لڑکی کی تربیت کے لئے نہیں، لڑکے کی تربیت کی وجہ سے بھی ہے۔**

حضور انور نے فرمایا: صدر لجنہ اور سیکرٹری تربیت کا کام ہے کہ سَر جوڑ کر بیٹھیں اور دیکھیں کہ مسائل کیا ہیں اور کس طرح ہم ان کو حل کر سکتے ہیں۔ **اگر آپ صرف اپنے بچوں، گھر والوں، عورتوں اور مردوں کو MTA کے ساتھ جوڑ دیں تو تربیت کا بہت بڑا حصّہ آپ اپنے گھر بیٹھے بھی حَل کر سکتے ہیں۔**

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیکرٹری ناصرات سے بچیوں کی تعداد دریافت فرمائی جس پر سیکرٹری ناصرات نے بتایا کہ کُل 34 ناصرات ہیں۔

حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: ان کے لئے تو وقفِ نو کا نصاب ہی کافی ہے۔ اب تو 21 سال تک کی عمر کے لئے نصاب بن گیا ہے۔ اگر تمام لجنات کو پڑھا دیا جائے تو سب کے لئے کافی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: بچوں کے لئے دلچسپی کے سامان پیدا کریں۔ اپنے ہمسایہ ممالک کی مثالیں لیں۔ وہاں سے لجنہ اور بچیوں کے گروپس مجھے ملنے کے لئے لندن آتے ہیں۔ آپ بھی لندن آنے کا پروگرام بنائیں۔ لجنہ اور ناصرات کو میرے پاس لے کر آئیں۔ اس کے لئے کوششیں کریں اور ماؤں سے میٹنگز کریں۔

حضور انور نے فرمایا: بات کرتے ہوئے ہمیشہ نرم رویّہ رکھیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ نرمی سے بات کرو۔

اس کے بعد **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیکرٹری صنعت و حرفت کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا** کہ عورتوں کو دستکاری کا کام سکھائیں۔

حضور انور نے سیکرٹری خدمت خلق کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ بڑی عمر کی عورتوں کو زبان سکھائیں اور ان کو بوڑھی عورتوں کے پاس لے جائیں ان کا حال احوال پوچھیں اس طرح ان کی باتیں سن کر ان کو بھی زبان آجائے گی۔

حضور انور نے فرمایا: جو میں آپ کو مختلف ہدایات دے رہا ہوں ان میں سُستی نہ کریں۔ نوجوان پڑھی لکھی بچیاں ہیں ان کو اپنے ساتھ شامل کریں اور یہاں کی زبان جاننے والی ممبرات کو ان کاموں پر لگائیں۔

سیکرٹری صحت جسمانی سے حضور انور نے فرمایا کہ لجنہ کو متحرک کریں۔ کھیلوں کے لئے جگہ لیں۔ اگر لجنہ کا ہال ہے تو ان کو ٹیبل ٹینس کھلوائیں۔ حضور انور نے فرمایا: ہر سیکرٹری کا ایک مقصد ہے۔ اس کے فرائض ہیں۔ اس کا باقاعدہ لائحہ عمل ہونا چاہئے۔

بعد ازاں حضور انور نے سیکرٹری ضیافت سے ان کے شعبہ اور کام کے حوالہ سے دریافت فرمایا۔

حضور انور کے استفسار پر سیکرٹری تجنید نے ڈنمارک کی لجنہ اور بچیوں کی کُل تجنید 239 بتائی۔ اسی طرح سیکرٹری اشاعت نے بتایا کہ ڈنمارک میں اشاعت کا کوئی خاص کام نہیں ہے صرف اگر کوئی کتاب وغیرہ حاصل کرنی ہو تو وہ منگوائی جاتی ہے۔

محاسبہ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ وہ سیکرٹری مال کے ساتھ رسیدوں کی جانچ پڑتال کرتی ہیں۔

سیکرٹری مال نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارا سالانہ بجٹ 56 ہزار کرونر ہے جبکہ سالانہ اجتماع کا بجٹ 9 ہزار کرونر ہے۔

بعد ازاں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیکرٹری تبلیغ کو فرمایا** کہ یہاں عرب بھی ہیں۔ سیرین لوگ بھی ہے اور پرانے لوگ بھی ہیں۔ ایسٹرن یورپ سے آئے ہوئے لوگ بھی ہیں اور پھر مقامی ڈینش بھی ہیں۔ ان سب لوگوں میں بھی پروگرام بنائیں کہ کس طرح ان کو تبلیغ کر سکتے ہیں۔ کس طرح ان سے رابطے اور تعلقات بڑھائے جا سکتے ہیں اور ان تک پیغام پہنچایا جا سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: کوئی ایسا شعبہ یا کام جس کا لجنہ کے کانسٹی ٹیوشن میں ذکر نہیں ہے تو معاون صدر بنا کر اس کے سپرد وہ کام کر دیں۔

حضور انور نے سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کے بارے

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں